بچوں کی شخصیت کا ارتقاء اور ان کے حقوق

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف علی خان / پروفیسر خلیل اللہ
گورنمنٹ کالج تربیلہ خیبر پختون خواہ
فاؤنڈیشن گورنمنٹ کالج کراچی

ABSTRACT

The importance of the children is reflected throughout the Seerah of the Holy Prophet peace be upon him because the future of the world depends upon the children. In Seerah, we learn that children are very precious and important. They are like matchless treasure for the humanity, and should be treated with love and care. Islam is a social religion and encourages its followers to practise social life so that they may be able to act upon its teachings. Society cannot survive without children. Good society needs good citizens, which is not possible without proper education and training of next generations. The Holy Prophet peace be upon him gives clear directions to bring them up as independent and confident personalities. They are encouraged by the Holy Prophet peace be upon him to take part in almost all social and religious activities.They should be made aware of the five basic pillars of Islam and keen to acquire knowledge of their religion.The Holy Prophet peace be upon him describes childrens's virtues in

detail which is a unique aspect of his teachings. His special instructions for orphans reveal his love and affection for helpless and homeless children.

موجودہ انسانوں کے ساتھ ساتھ مستقبل میں پیدا ہونے والی نئی نسل کو بھی اسلام نے بہت اہمیت دی ہے۔بچوں کی نشوونما اور شخصی تکمیل اسلام کی معاشرتی تعلیمات کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔اس پہلو سے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ بھی انتہائی دلچسپ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں کو کتنی اہمیت دی ہے۔اس بحث کی تفصیل میں جانے سے پہلے چند اہم نکات کا بطور مقدمہ جائزہ لینا ضروری ہے۔تا کہ اس اہم موضوع کا پس منظر اور پیش منظر سامنے رہے۔اولاً اسلام نے معاشرتی زندگی پر بہت زور دیا ہے جس کی ایک بنیادی وجہ نسل انسانی کی بقا ہے۔ثانیاً پاکیزہ افراد کی تیاری اسلامی تعلیمات کا اصل ہدف ہے اور ثالثاً اسلام ذہنی اور جسمانی غلامی کا خاتمہ چاہتا ہے۔اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

معاشرہ انسان کی ایک ایسی اہم ترین ضرورت ہے جس کے بغیر زندگی بسر کرنا انتہائی مشکل ہے۔نسلِ انسانی کی بقا اور پرورش بھی معاشرے کی غیر موجودگی میں ممکن نہیں۔اسلام بنیادی طور پر ایک معاشرتی دین ہے جو اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جو بنی نوع انسان کے لیے بہترین ہے۔مل جل کر رہنا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ممتاز مسلم مفکرین نے معاشرتی علوم میں بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔احیاء العلوم الدین میں غزالیؒ گروہی زندگی کو لازمی قرار دیتے ہیں۔اُن کے نزدیک انسان اکیلا زندگی بسر نہیں کرسکتا بلکہ دوسروں کا مستقل حاجت مند ہے۔کیونکہ نسلِ اِنسانی کی بقاء اِسی صورت میں ممکن ہے علاوہ ازیں اُس کی دیگر ضروریات پورا کرنے میں بھی دوسروں کا تعاون ضروری ہے۔

مئولف ''عُمرانی نظریہ و تحقیق" لکھتا ہے۔

امام صاحب گروہی زندگی کو معاشرتی زندگی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔آج بھی عُمرانیات کے علم کی بنیاد ہم گروہ پر رکھتے ہیں۔ اس طرح امام صاحب گروہی زندگی' معاشرہ' معاشرتی تعلقات اور معاشرتی اداروں کے تصورات کی وضاحت کرتے ہیں۔معاشرے کی پوری مشین انہی تصورات پر چلتی ہے نیز اداروں کا ایک دوسرے پر انحصار ان میں باہمی تعلقات کو واضح کرتا ہے۔(۱)

اسی طرح ابن خلدون نے بھی معاشرہ اور ریاست کے تشکیل پانے میں انسانی فطرت کو لاحق دو تقاضوں کے اہم کردار کی طرف اشارہ کیا ہے۔ایک یہ کہ انسان فطری طور پر اپنی تمام ضرورت پوری کرنے میں دوسروں کی مدد لینے میں مجبور ہے اور دوسری ضرورت اس کے بچاؤ اور دفاع کی ہے۔ایک فرد کی بجائے انسانوں کا اجتماع ہی آفات کا مقابلہ احسن طریقے سے کرسکتا ہے۔اِن دو وجوہات کی بنا پر

اجتماع ناگزیر ٹھہرا۔(۲)

مشہور مسلم مفکر فارابی کی ایک نہایت اہم تصنیف ''آراء اھل المدینۃ الفاضلۃ' ہے جس میں اُس نے ایک مثالی ریاست اور مثالی انسانی معاشرہ پر بحث کی ہے۔ فارابی کے نزدیک انسان کی فطرت کے تقاضے اُس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے جب تک کہ بڑی بڑی انسانی جماعتیں اکٹھی ہو کر ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں اور اپنی تمام ضروریات اسی طرح پوری کریں۔(۳)

چنانچہ عُمرانِ انسانی کی غرض باہمی ضروریات کی تکمیل اور انسانی نسل کی افزائش ہے۔ اور یہ تمام مقاصد اسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں جب معاشرے میں امن و امان ہو اور ہر ایک کی جان مال اور عزت وآبرو محفوظ ہو۔ اگر لوٹ مار اور قتل و غارت ہو تو معاشرہ تباہی کی طرف چل پڑتا ہے

مولانا امین احسن اصلاحی اس معاشرتی تباہی کو انسانی فطرت کے تقاضوں کے خلاف سمجھتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

انسان صرف انفرادی زندگی نہیں رکھتا بلکہ وہ فطرتاً معاشرتی مزاج رکھنے والی مخلوق ہے۔ اور جہاں بھی پایا جاتا ہے۔ کسی خاندان کے رکن اور معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہی پایا جاتا ہے اگر اُس نے اس کے خلاف کوئی اور روش زندگی کی اختیار کی ہے تو اپنے فطری مزاج کے تقاضے سے نہیں بلکہ کسی غیر فطری انحراف کے باعث اختیار کی ہے۔ خاندان اور معاشرہ کے ساتھ اُس کا تعلق فطری ہے۔ وہ جس طرح اپنی مادی زندگی کی تعمیر و ارتقاء میں اُن سے سہارا حاصل کرتا ہے۔ اِسی طرح اپنے اخلاقی وروحانی ارتقاء میں بھی اُن سے رہنمائی پاتا ہے۔ یہیں سے اُس پر خاندان اور معاشرہ کا یہ حق قائم ہو جاتا ہے کہ وہ ان کی صلاح و فلاح کے فرض سے غافل نہ رہے۔(۴)

بچوں کی تربیت کیوں ضروری ہے؟

اس پس منظر میں یہ سمجھنا بہت آسان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں کی تربیت پر زور کیوں دیا ہے۔ اسلام نہ صرف موجودہ نسل کی اصلاح کرتا ہے بلکہ آئندہ نسل کی تعلیم اور تربیت کو انتہائی اہم فریضہ قرار دیتا ہے۔ معاشرہ کی اصلاح کا یہی آسان اور فطری راستہ ہے کہ اسے سرکشی اور بداعمالی سے روک دیا جائے۔ اگر کوئی قوم یا معاشرہ غلط روش، سرکشی اور قوانین الٰہیہ سے بغاوت کی راہ اختیار کرتا ہے۔ تو درحقیقت وہ یہ بُھلا دیتا ہے کہ اس سرکشی اور بداعمالی کا وبال بالآخر اُسی پر پڑے گا۔ طاقت کی بدمستی اور سرشاری میں تمام اخلاقی اقدار فراموش کر دی جاتی ہیں۔ چُنانچہ مکافاتِ عمل کے نتیجہ میں خود اپنے اعمال کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر بُرا عمل اپنے ہاتھوں سے نکلنے والا وہ تیر ہوتا ہے جس کا نشانہ بالآخر چلانے والا خود ہی ہوتا ہے۔ ایسی چند سزاؤں کا

تذکرہ درج ذیل ہے۔

امام مالکؒ ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

عن عبداللہ بن عباس انّہٗ قال ما ظَھَرَ الغلول فی قومٍ قط اِلّا اُلقی فی قلوبھم الرعب ولا فشا الزنا فی قومٍ قط اِلّا کثر فیھم الموتُ ولا نقص قوم المکیال و المیزان الا قطع عنھم الرزق ولا حکم قوم بغیر الحق الا فشافیھم الدّم ولا ختر قوم بالعھد اِلّا سلط علیھم العَدُوُّ (۵)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب کسی قوم میں مال غنیمت کے اندر خیانت کھلم کھلا ہونے لگے تو اُن کے دِلوں میں رعب ڈال دیا جاتا ہے جب کسی قوم میں زنا عام طور سے ہونے لگے تو اس کا رزق اُٹھا لیا جاتا ہے۔ جب کوئی قوم فیصلوں میں نا انصافی کرتی ہے تو ان میں خونریزی پھیل جاتی ہے۔ جب کوئی عہد کو توڑنے لگے تو اس پر دشمن مسلط کردیئے جاتے ہیں۔

قابل غور بات ہے کہ اگر دشمن کا رُعب' اموات کی کثرت' رزق میں کمی خونریزی اور دشمن کا تسلط جس معاشرے میں واقع ہوجائیں تو اس کی ہلاکت میں کیا شُبہ رہ جاتا ہے۔ تباہی و بربادی سے بچنے کا احساس اگرچہ ہر معاشرے میں پایا جاتا ہے لیکن جب تک اُن اصل خرابیوں کا تدارک نہ کیا جائے۔ جن کی وجہ سے اُن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو معاشرے کے حالات میں بہتری ناممکن ہے۔ اسی مفہوم کی ایک حدیث بیان کی جاتی ہے۔

حضرت ابی بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ ما نقض قوم العھد اِلاکان باْسُھم بینھم ۰ ولا ظَھَرَت فاحشۃ قط الاسلط علیھم الموت ولا منع قومٌ زکاۃ أموالھم الاحبس اللہ عنھم المطر (۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم نقض عہد کرتی ہے تو اُن میں باہم لڑائی واقع ہوتی ہے اور جب کسی قوم میں بے حیائی ظاہر ہوتی ہے تو اُن پر موت مسلط کردی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوٰۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ اس سے بارش روک دیتے ہیں۔

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یقول انا اللہ لا الہ الا انا مالک

الملوك و ملك الملوك قلوب الملوك فى يدى و ان العباد اذ اطاعونى حوّلت قلوب ملو كهم عليهم بالرحمته و الرافته و ان العباد اذعصونى حوّلت قلوبهم بالسخطته ولنقمته فساء هم سوء العذاب فلاتشغلوا بالدعاء على الملوك ولكن اشغلوا انفسكم بالذ كر و التضرع كئى ا كفيكم (۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں میں اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تمام بادشاہوں کا مالک ہوں' بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ سب بادشاہوں کے دل میرے قبضے میں ہیں۔ جب میرے بندے میری فرمانبرداری کرتے ہیں۔تو اُن کے بادشاہوں کے دِلوں میں اُن کی محبت اور شفقت بھر دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی پر تُل جاتے ہیں تو میں اُن کے بادشاہوں کے دلوں میں سختی ڈال دیتا ہوں پھر وہ اُن کو بدترین مصائب کا مزا چکھاتے ہیں لہذا تم بادشاہوں کے حق میں بددعا میں مشغول نہ رہو بلکہ اپنے آپ کو ذکر اور اظہارِ عاجزی میں مشغول کروَ تا کہ میں تمہارے لیے کافی ہو جاوں۔

مندرجہ بالا حدیث کے یہ معانی نہیں ہیں کہ ظالم حکمرانوں کے لیے بددعا کرنے یا اُن کے مظالم پر احتجاج کرنے کی ممانعت ہے بلکہ حدیث کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیئے بغیر محض حکمرانوں کو بُرا بھلا کہنا لا حاصل ہے۔حالات کو بدلنے کے لیے معاشرے کی اصلاح بھی نہایت ضروری ہے۔

قرآن میں آ ہے۔

اِنَّ اللهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ (۸)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کونہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کونہیں بدل دیتی۔

مستقبل کی ترقی بچوں کی اصلاح میں مضمر ہے:

چونکہ موجودہ اور آئندہ نسل کی اصلاح پر ساری دنیا کی فلاح و بہبود کا انحصار ہے اسی لیے اسلام بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا

اصلاح کا مطلب عدم فساد ہے اور دیکھا جائے تو یہی اسلام کا ہدف ہے۔فساد کی عدمِ موجودگی

میں بہترین معاشرہ تخلیق پاتا ہے، نیکیاں آسان اور برائیاں کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

اصلاح صلح سے مشتق ہے جس کے معانی ''درست و ٹھیک ہونا یا خرابی کا دُور ہونا'' کے ہیں۔ صلح کی ضد فسد ہے۔ لسان العرب میں ہے۔

صلح: الصلاح ضد الفساد(۹)

زبیدی صالح کے معانی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وهو صِلحٌ بالكسر وصالح وصليحٌ (...) وهو مصلح في أموره و أعماله(۱۰)

قاموس المحیط کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

الصلاح ضد الفساد كالصلاح كمن و كرم وهو صلح بالكسر و صالح صليح و أصلحه ضد أفسده(۱۱)

گویا صالح سے مُراد وہ ہے جو فساد کو دُور کرے۔ چنانچہ اصلاح کا اصل مقصد فساد اور ظلم کا خاتمہ کرنا ہے۔ اجتماعی بداعمالیاں تباہی کا باعث بنتی ہیں اور ان کے اثرات پورے اجتماع پر مرتب ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ظَهَرَ الفَسَادُ فِي البَرِّ والبَحرِ بِمَا كَسَبَت أيدِي النَّاس لِيُذِيقَهُم بَعضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُم يَرجِعُونَ(۱۲)

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔

اس آیت مبارکہ میں واضح فرمادیا گیا ہے کہ اجتماعی بداعمالیوں کی وجہ سے ہی ساری دنیا فساد سے بھر جاتی ہے۔ اس کے خاتمہ کے بغیر انسانی فلاح و بہبود ممکن نہیں۔

اس کی افادیت اجتماع کے لیے بھی ہے اور انفرادی سطح پر بھی۔ اس لیے کہ انسانی آبادی ایسی جگہوں پر ہی ہوتی ہے جہاں امن اور سکون ہو۔ اور امن ایسے کاموں کی بدولت ہوتا ہے جس میں دوسروں کا اپنی ذات سے زیادہ خیال کیا جائے اور ہر شخص نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے کام کرے۔

شیخ محمد عبدہ اسی حوالے سے لکھتے ہیں۔

ان تكون نافعاً لنفسك ولا هلك و لقومك والناس

اجمعین(۱۳)

اسلام نسل نو کو بہترین شخصی آزادی عطا کرتا ہے:

بچوں کی شخصی نشوونما انہیں ذہنی اور جسمانی غلامی سے آزادی دلائے بغیر ممکن نہیں اور معلوم دنیا کی تاریخ میں اسلام ہی وہ عظیم مذہب ہے جو انسان کو نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی غلامی سے مکمل نجات عطا کرتا ہے۔ کیونکہ بہترین انسانی معاشرہ آزاد انسان ہی تخلیق کر سکتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ غلامانہ ذہنیت کے حامل افراد کارہائے نمایاں سرانجام دے سکیں؟ ذہنی غلامی سے آزاد افراد ہی قیادت عالم کے اہل ہیں۔ ذہنی اور جسمانی غلامی انسانوں کو جانوروں کی سطح پر لے آتی ہے۔

قبل از اسلام جسمانی غلامی اپنے عروج پر تھی۔ منڈیوں میں انسان جانوروں کی طرح فروخت کیا جاتا تھا۔ اسلام نے غلامی پر نہ صرف پابندی لگائی بلکہ غلامی کے خاتمے کے لیے بہت سے اقدامات اٹھائے مثلاً کچھ لغزشوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی قرار دی جیسا کہ کفارہ یمین کی ایک صورت ایک غلام آزاد کرنا ہے اور اس غلام کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں (۱۴) یا کفارہ ظہار بھی ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔(۱۵) مصارف زکوۃ میں غلامی سے آزادی کو بھی شامل کر دیا گیا(۱۶) غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کو پسندیدہ قرار دیا گیا۔(۱۷)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں

ومن اعتق امرأً مسلماً کان فکاکه من النار یجزی بکلِ عضوٍ منه عضواً منه من النار (۱۸)

یعنی جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو یہ کام جہنم سے اس کی نجات کا باعث بنے گا، غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا عضو جہنم سے نجات پائے گا

لونڈیوں کو آزاد کر کے ان سے نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی تا کہ یہ مظلوم طبقہ معاشرے میں اپنا صحیح مقام حاصل کر لے۔(۱۹)

ان اقدامات کی وجہ سے رفتہ رفتہ دنیائے اسلام سے غلامی کا خاتمہ ہوتا گیا۔ اسی طرح ذہنی غلامی سے بھی نجات دلائی۔ چونکہ ظالم مقتدر طبقات انسان کو ذہنی اور جسمانی طور پر غلام بنا کر حکومت کرتے ہیں اسی لیے وہ اسلام کی مخالفت میں انتہائی سطح پر چلے جاتے ہیں۔ اسلام کی دعوت ان کے لیے نفرت کا باعث بن جاتی ہے جبکہ مغلوب طبقات اسلام پر مرمٹتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جب مفروق بن عمرو شیبانی کو دعوت اسلام دی اور اسے اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا تو اس کا فوری ردعمل یہ تھا کہ

هٰذا الامر الذی تدعوا الیه تکرهه الملوك(۲۰)

یعنی جس امر کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں وہ بادشاہوں کے لیے ناپسندیدہ ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اہل نجران کو ایک دعوتی خط لکھا تھا۔ اس میں آپ فرماتے ہیں

امّا بعد فانی ادعو کم الیٰ عبادةِ اللّٰہ من عبادةِ العبادِ

وادعو کم الیٰ ولایةِ اللّٰہ من ولایة العباد(۲۱)

نبی کریم ﷺ نے یہی تربیت اپنے اصحاب کو اس انداز میں دی کہ ان کی عقل وشعور میں راسخ ہوگئی حضرت عمرؓ کے گورنرِ مصر عمرو بن العاصؓ کے بیٹے نے ایک مصری کو مارا تو حضرت عمرؓ نے مصری کو بدلہ دلوایا اور حضرت عمرو بن العاصؓ سے جوابدہی کرتے ہوئے فرمایا

مذ کم تعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم احراراً؟(۲۲)

ترجمہ: تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحابؓ انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے تیار کیے اور یہ پیغام دے کر پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ یہی جہاد کا مقصدِ اولین تھا، اسی امر کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے گھروں کو چھوڑا اور اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کردیں۔

حضرت ربعی بن عامرؓ سے رستم نے پوچھا کہ تم لوگ کیوں آئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ نے ہمیں مبعوث کیا ہے اور یہاں لایا ہے تا کہ بندوں کو بندوں کی پوجا سے نکال کر اللہ کی عبادت پر لگائیں اور دنیا کی تنگی سے نجات دلا کر فراخی کی جانب لائیں (۲۳)

متذکرہ بالا تینوں نکات یعنی معاشرتی زندگی کا اہتمام، معاشرے کو تباہی و بربادی سے محفوظ بنانے کی کوشش اور ذہنی و جسمانی غلامی کا خاتمہ، یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں کہ اسلام کے مقاصد میں بنی نوع انسان کی بہتری اور ترقی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسلام کی وجہ سے مسلمان ذہنی غلامی اور مرعوبیت سے نجات پا گئے تھے۔ ضروری تھا کہ نسل نو کے لیے بھی ایسا اہتمام کیا جاتا کہ ان میں ذہنی غلامی کا شایبہ بھی نہ ہوتا اور ان میں ایک آزاد شخصیت پروان چڑھتی۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں کو بہت اہمیت دی ہے اور ان کا خیال رکھنے کے لیے بہت ہدایات دی ہیں جن کا مطالعہ حیرت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ غور کیا جائے تو با آسانی سمجھ آجاتا ہے کہ معاشرے کے مستقبل کا انحصار بچوں کی تعلیم وتربیت پر ہے۔ اگر نئی نسل پر توجہ نہ دی جائے تو معاشرہ زوال پذیر ہوجاتا ہے۔ چونکہ اسلام قیامت تک انسانوں کی رہنمائی کے لیے آیا ہے اس لیے بچوں کو بہت اہمیت دی گئی اور ان کی آزاد شخصیت پروان چڑھانے کا

خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ معاشرتی ارتقاء کے لیے موجودہ اور مستقبل میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعلیم وتربیت کا بہت زیادہ خیال رکھنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کوکسی جگہ ان بچوں کی حوصلہ افزائی میں پس وپیش نہ کیا۔ مسجد، نمازِ باجماعت، حج، علمی مجالس حتیٰ کہ میدان جنگ میں بھی انہیں ساتھ رکھا۔ تمام بچوں بلخصوص یتیموں پر اپنی محبت اور شفقت نچھاور کی۔ اور انہیں اپنی اہمیت کا احساس دلایا۔ سیرت النبی ﷺ میں ایسے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جن سے بچوں کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ دنیا بھی ایسی مثالیں دینے سے قاصر نظر آتی ہے جو اسوۂ حسنہ میں منعکس ہوئیں ہیں۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بچوں کا قبول اسلام سیرت النبی ﷺ کے آئینے میں:

سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں کو تمام اہم مواقع پر ساتھ رکھا اور ان کی بہترین کردار سازی کی گئی۔ مکی اور مدنی ادوار میں بچوں نے بڑوں کے شانہ بشانہ اسلام کے لیے انتہائی مشکل حالات کا سامنا کیا اگر ان بچوں کی عمریں اور جسمانی طاقت ذہن میں رکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ بچوں کی قربانی بڑوں سے کم نہیں ہے۔ ذیل میں چند واقعات درج کیے جاتے ہیں جو بچوں کی قربانیاں سامنے لاتے ہیں۔

پہلا مسلمان بچہ... حضرت علیؓ:

حضرت علیؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ پہلے مسلمان بچے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی مسلمان ایک خاتون حضرت خدیجہؓ اور دوسرا مسلمان ایک بچہ یعنی حضرت علیؓ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس وقت دعوتِ اسلام دی جب وہ نو دس سال کے بچے تھے۔ پہلے انہوں نے اپنے والد ابوطالب سے اجازت لینا چاہی لیکن پھر خود ہی فیصلہ کر لیا اور ابوطالب سے پوشیدہ اسلام قبول کر لیا (۲۴)۔ ابوطالب کے خوف سے آپ ﷺ کے پاس چھپ چھپ کر آتے رہے اور اپنے اسلام کو چھپائے رکھا ظاہر نہ ہونے دیا۔ لیکن جلد ہی سب کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔

جب نبی کریم ﷺ نے اپنے خاندان والوں کو دعوتِ اسلام دی اور فرمایا

فایکم یبایعنی علیٰ ان یکون اخی و صاحبی قال: فلم یقم الیه احد، قال: فقمت الیه و کنت اصغر القوم (۲۵)

یعنی پس تم میں سے کون مجھ سے بیعت کرتا ہے کہ میرا بھائی اور میرا ساتھی بنے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کوئی نہیں اٹھا تو میں کھڑا ہوا اگرچہ میں لوگوں میں

سب سے چھوٹا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی غیر مسلم بچوں کو دعوتِ اسلام:

ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوا۔ نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔اس کے سرہانے بیٹھے۔آپ ﷺ اس سے فرمایا مسلمان ہوجا وہ اپنے باپ کی طرف جو پاس بیٹھا تھا دیکھنے لگا اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم کا کہنا مان لے۔وہ مسلمان ہوگیا تب آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسے دوزخ سے بچا لیا۔(۲۶)

اس سے ثابت ہوا کہ غیر مسلم بچوں کو دعوتِ اسلام دی جاسکتی ہے۔ امام بخاری نے نبی کریم ﷺ کی ابن صیاد کو دعوت اسلام بیان کی ہے اس وقت وہ بچہ تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا **أتشهدُ أني رسول الله**؟ یعنی کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (۲۷)

بچوں کی بیعت:

بڑوں کی طرح بچوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے باقاعدہ بیعت کرکے آپ ﷺ کی اطاعت کا اقرار کیا۔ اگرچہ ایسے بچوں کی تعداد کم ہے۔محمد بن علی بن الحسین کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اپنے گھرانے کے چند بچوں سے بھی بیعت لی تھی۔ ان میں حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ شامل تھے یہ ابھی بہت کم عمر تھے۔زمانہ جوانی سے ابھی بہت دُور تھے اور داڑھی بھی چہرے پر نہیں آئی تھی، (۲۸)۔ان کے علاوہ سات سال کی عمر میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی بیعت کی تھی۔(۲۹)

شعب ابی طالب کے قیدی بچے:

مشرکین مکہ نے اسلام کے پیغام کو روکنے کے لیے مظالم کی انتہا کردی۔اور اس سلسلے میں اتنے بڑھ گئے کہ نبی کریم ﷺ اور خاندان میں آپ ﷺ کے حامی افراد کا سماجی مقاطعہ کردیا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو شعب ابی طالب میں منتقل ہونا پڑا۔شعبِ ابی طالب میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے خاندان نے تین سال انتہائی مصیبتوں میں گزارے۔کھانے پینے اور رہنے سہنے میں تمام لوگوں نے تکالیف اٹھائیں۔ یہاں بھی آپ ﷺ کے خاندان کے بچے آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اور ان بچوں نے سب کے ساتھ تمام تکالیف کا سامنا کیا۔

ابن قیم کا بیان ہے:

وسمع اصوات صبیانهم بالبکاء من ورا الشعب (۳۰)۔
یعنی مشرکین کو بچوں کے رونے کی آوازیں گھاٹی سے سنائی دیتیں

بچوں کی ہجرت:

قریش کی مخالفت اور انسانیت سوز مظالم سے تنگ آکر مسلمان ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ دو مرتبہ حبشہ اور آخر کار مدینہ ہجرت کر گئے۔ یہ بھی کوئی آسان مرحلہ نہ تھا لیکن اس فضیلت میں بھی بچے بڑوں کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بیان کردہ ایک روایت بچوں کی ہجرت کی نشاندہی کرتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اپنے بھائی فضلؓ کے ساتھ قریش کے گروہ کے ساتھ مکہ سے نکلے تھے جب وہ نبی کریم ﷺ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ان کے ہمراہ ان کے غلام حضرت ابو رافعؓ بھی تھے۔ ابن عباسؓ اس وقت آٹھ اور انکے بھائی تیرہ سال کے تھے۔ یہ بنی عمرو بن عوف کے راستے مدینہ میں داخل ہوگئے اور نبی کریم ﷺ کو خندق پر پایا۔ (۳۱)

بچے غزوات میں:

مسلمانوں کے مدینہ میں پناہ لینے پر مشرکین مکہ پیچ وتاب کھا رہے تھے۔ اور انھیں مسلمانوں کا امن وسکون اور اسلام کی ترقی برداشت نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں سے لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا۔ مسلمان بچے غزوات میں بھی شامل رہے اگرچہ جسمانی قوت کی کمی ان کی راہ میں حائل رہی۔ لیکن قریب البلوغ بچوں کی لڑائیوں میں شمولیت ثابت ہوتی ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے مطالعے سے علم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس ضمن میں انتہائی احتیاط کا مظاہرہ کیا لیکن بچوں کے شوقِ شہادت نے انہیں پیچھے نہ رہنے دیا۔ ابو جہل ملعون کو جہنم رسید کرنے میں بھی دو کم عمر صحابیوں کا اہم کردار ہے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کا بیان ہے

انا واقف فی الصّف یوم بدرٍ فنظرتُ عن یمینی و شمالی فاذا انا بغلامین من الانصار حدیثة اسنانهما تمنیتُ ان اکون بین اضلع مهما فغمزنی احدهما فقال یا عمِّ هل تعرف اباجهلٍ قلتُ نعم ما حاجتك الیه یا ابن اخی قال اخبرت انه یسبُّ رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده لئن رایته لایفارق سوادی سواده حتی یموتُ الاعجل منا فتعجبتُ لذلك فغمزنی الاٰخر فقال لی مثلهافلم انشب ان نظرت الیٰ ابی جهلٍ یجول فی الناس قلت الا انَّ هٰذا صاحبکما الذی

سالتمانی فابتدراہ بسیفیھما فضرباہ حتّٰی قتلاہ(۳۲)

ترجمہ: میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا اچانک نظر جو پڑی تو دیکھتا کیا ہوں کہ میرے دائیں بائیں انصار کے لڑکے ہیں۔ میں نے آرزو کی کاش میں ان سے زبدست زیادہ عمر والوں کے بیچ میں ہوتا۔ ان میں سے ایک مجھ سے پوچھنے لگا چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں مگر تجھے اس سی کیا کام ان نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو برا کہتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر میں اس کو دیکھوں تو میرا بدن اس کے بدن سے الگ نہ ہوگا یا ادھر یا اُدھر جس کی موت پہلے آئی ہو اس کے مرنے تک۔ مجھے اس کی یہ گفتگو سن کر تعجب آیا اب دوسرے نے مجھے اشارہ کیا اور یہی پوچھا۔ تھوڑی دیر نہیں گذری کہ ابوجہل کو میں نے دیکھا لوگوں میں گھوم رہا ہے۔ میں نے ان بچوں سے کہا دیکھو وہ آن پہنچا جس کو تم چاہتے تھے۔ یہ سنتے ہی دونوں اپنی تلواریں لے کر اس پر جھپٹے اور اسے تلواروں سے ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔

یوسف کاندھلوی نے اپنی مشہور کتاب ''حیاۃ الصحابہ'' میں ایک عنوان باندھا ہے "**خروج الصبیان وقتالھم فی الجھاد**" یعنی بچوں کا اللہ کے راستے میں نکل کر جہاد کرنا اور اس کے تحت چند روایات لائے ہیں۔

عن الشعبی: ان امراۃ دفعت الی ابنھا یوم احد السیف فلم یطق حملہ، فشدتہ علی ساعدہ بنسعۃ، ثم اتت بہ النبی ﷺ فقالت یا رسول اللہ ﷺ! ھذا ابنی یقاتل عنک۔ فقال النبی ﷺ: ای بنی احمل ھھنا! ای بنی احمل ھھنا! فاصابتہ جراحۃ فصرع، فاتی بہ النبی ﷺ فقال ای بنی! لعلک جزعت، قال لا یا رسول اللہ ﷺ (۳۳)

ترجمہ: حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں ایک عورت نے غزوہ اُحد میں اپنے لڑکے کو تلوار دے لڑکا اس تلوار کو نہ اٹھا سکا تو اس عورت نے تسمہ سے اس کے بازو پر تلوار باندھ دی پھر اس کو لیکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بیٹا آپ کی طرف سے جہاد کریگا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! ادھر حملہ کر، اے بیٹے! ادھر حملہ کر، اس لڑکے کو

زخم لگا اور وہ گر گیا، اس کو آپ ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔ آپ نے فرمایا
اے میرے بیٹے! شاید کہ تو گھبرا گیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! نہیں

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی عمیرؓ کا جذبہ شہادت قابلِ رشک ہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاصؓ کو دیکھا، اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ یوم بدر میں ہمارے سامنے آئیں، چھپتا پھر رہا تھا۔

فقلت: ما لك يا اخي، فقال: اني اخاف ان يراني رسول الله ﷺ فيستصغرني فيردني وانا احب الخروج لعل الله يرزقني الشهادة. قال فعرض على رسول الله ﷺ فرده فبكى فاجازه. فكان سعد رضي الله عنه يقول: فكنت اعقد حمائل سيفه من صغره فقتل وهو ابن ست عشرة سنة. (۳۴)

ترجمہ: مَیں نے کہا اے میرے بھائی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے حضور ﷺ دیکھیں اور چھوٹا سمجھ کر مجھے واپس کر دیں اور میں جہاد میں جانے کو پسند کرتا ہوں، شاید کہ اللہ پاک مجھے شہادت سے نوازے، حضرت سعدؓ نے ان کا حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ ﷺ نے انہیں واپس کر دیا۔ عمیرؓ رو دیئے۔ تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

بچوں کو نبی کریم ﷺ کی خدمت پر مقرر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، اور حضرت انسؓ کو نبی کریم ﷺ کے خادمین میں شامل رہے۔ حضرت انسؓ کو دورانِ جہاد نبی کریم ﷺ کی خدمت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکا میری خدمت کے لیے تجویز کرو تاکہ میں خیبر کا سفر کروں۔ تو حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت انسؓ کو پیش خدمت کیا۔ (۳۵)

اسلام کی شخصیت سازی اور تربیت کا راز ارکانِ اسلام میں پوشیدہ ہے۔ اسی لیے ان کی ادائیگی پر انتہائی زور دیا گیا ہے۔ ان پانچ ارکان پر دین اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ احادیث میں ان کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

قال رسول الله ﷺ بني الاسلام على خمس: شهادة ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله واقام الصلاة وايتاء الزكاة والحج وصوم رمضان (۳۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے اس کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

بالغ مسلمانوں کے لیے تو ان کا ادا کرنا فرض ٹھہرا لیکن حیرت انگیز طور پر سیرت النبی ﷺ میں بچوں کے ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونے کی مثالیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ جو بچوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی حوصلہ افزائی کی مظہر ہیں۔

بچوں کی عبادت:

نماز طہارت کے بغیر ممکن نہیں تمام بالغ مسلمان پاکیزگی حاصل کیے بغیر نماز وغیرہ نہیں ادا کر سکتے چونکہ نابالغ بچے اس کا اہتمام مکمل طور پر نہیں کر سکتے اسی لیے انہیں کچھ رعایت بھی حاصل ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ عام مشاہدہ ہے کہ اکثر بچے وضو کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ احادیث میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ایک بچے کے وضو کرنے کا بیان بھی ملتا ہے۔ جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

عمرو بن دینارؒ جو ام المومنین حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ کے پاس رہا۔ رات کو جب نبی کریم ﷺ تہجد کے لیے اٹھے تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے بھی آپ کی طرح وضو کیا۔(۳۷)

اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کو چند اعتقادات ہی دینے پر اِکتفاء نہیں کرتا، بلکہ ان کی پوری زندگی کو ان اعتقادات کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے عبادات کا نظام مقرر کرتا ہے۔ جو نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج پر مشتمل ہے۔ ارکانِ اسلام میں نماز کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ معاشرتی زندگی میں بھی باجماعت نماز کی بہت اہمیت ہے۔ صلوٰۃ لفظ صَلِیَ سے نکلا ہے۔ اس کے لفظی معنیٰ ہیں ''دُعا اور برکت''۔ صلوٰۃ کے لفظی معنیٰ ''آگ جلانا اور آگ میں داخل ہونا'' کے بھی ہیں(۳۸)

گویا صلوٰۃ سارے گناہوں کو جلا دیتی ہے۔ اصطلاحی معنوں میں نماز اس خاص طریقے سے عبادت کرنے کا نام ہے، جو ہمیں نبی کریم ﷺ نے سکھایا۔

قرآن کریم میں اس کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۳۹)

ترجمہ: قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں سے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ (۴۰)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

نماز نہ صرف فرد کی شخصی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے بلکہ معاشرے کے ارتقاء اور اس کے زوال سے محفوظ رہنے کی ضامن ہے۔ معاشرتی تشکیل میں نماز باجماعت کے اثرات حیرت انگیز ہیں۔ چونکہ معاشرے کی بقا نسلِ نو کی اعلیٰ تربیت پر منحصر ہے اسی وجہ سے سیرت النبی ﷺ میں بچوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنے اور نماز کی اہمیت ان کے دل و دماغ میں راسخ کرنے کا بہت اہتمام کیا گیا ہے۔ چنانچہ بچوں کی مسجد نبوی میں حاضری، جماعت کی صفوں میں موجودگی، ناگزیر حالات میں بچے کا بطور امام تقرر، عیدین اور نمازِ جنازہ میں بچوں کی شرکت ظاہر کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ان کی تربیت بہت عزیز تھی۔

سیرت النبی ﷺ میں اس کے کثیر شواہد موجود ہیں کہ عہد نبوی میں بچے بھی نماز کی ادائیگی کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ ایسی احادیث کا تنوع بھی بچوں کی نماز میں دلچسپی کا مظہر ہے۔ ابو مالک الاشعری کی ایک روایت قابل غور ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ نماز باجماعت میں بچوں کی صف بنواتے ہیں۔

قال ابو مالك الاشعری الا احدثكم بصلٰوة النبی ﷺ قال فاقام الصلٰوة فصف الرجال وصف الغلمان خلفهم ثم صلی بهم فذك صلاته ثم قال هكذا صلٰوة قال عبدالاعلی لا احسبه الا قال امتی (۴۱)

یعنی ابو مالک الاشعری نے فرمایا کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں؟ آپ ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے پہلے مردوں نے صف بنائی پھر بچوں نے۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی پھر فرمایا میری امت کی نماز یہی ہے۔

مساجد میں بچوں کو برداشت نہ کرنا اور ان کی کسی بھی طرح تذلیل کرنا یا بے جا ڈانٹ ڈپٹ کرنا درست نہیں ہے۔ اس طرح وہ مساجد میں آنے جانے اور اٹھنے بیٹھنے کے آداب سیکھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں یا تو بچوں کو درمیان میں کھڑا کر کے نماز خراب کرتے ہیں یا بچوں کو مسجد سے بھگاتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں اسوہ حسنہ کے خلاف ہیں۔ (۴۲)

اگر کسی جگہ کوئی پڑھا لکھا بالغ فرد دستیاب نہ ہو جو نماز میں امامت کا فریضہ سرانجام دے سکے تو

قرآن سیکھے ہوئے بچے کو امامت کے لیے آگے کیا جا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں اس کی بھی ہدایت موجود ہے۔

نسائی ایک روایت بیان کرتے ہیں۔

عن عمرو بن سلمة الجرمی قال کان یمر علینا الرکبان فنتعلم منهم القران فاتی ابی النبی ﷺ فقال لیؤمکم اکثرکم قراناً فجاء ابی فقال ان رسول الله ﷺ قال لیؤمکم اکثرکم قراناً فنظروا فکنت اکثرهم قرانا فکنت اومهم و انا ابن ثمان سنین (۴۳)

حضرت عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس سے مسافر گزرتے تھے اور ہم ان سے قرآن سیکھتے تھے۔ میرے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے وہ شخص امامت کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو۔ جب میرے والد لوٹ کر واپس آئے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے وہ شخص امامت کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو۔ جب لوگوں نے دیکھا تو سب سے زیادہ قرآن جاننے والا مجھے پایا لہذا میں آٹھ سال کی عمر میں ان کی امامت کیا کرتا تھا۔

بچوں کے اعزازات میں یہ بھی شامل ہے کہ انہوں نے تہجد کی نماز نبی کریم ﷺ کی امامت میں ادا کی ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کے پاس رہا۔

نبی کریم ﷺ رات کو اٹھے اور (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے۔ میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی دائیں جانب مجھ کو کھڑا کیا۔ (۴۴) اسی باب میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے نفل نماز میں حضرت انسؓ کی شرکت بھی بیان کی گئی ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے

عن ابن عباس قال صلیت الی جنب النبی صلی الله علیه وسلم وعائشة خلفنا تصلی معنا وانا الی جنب النبی ﷺ أصلی معه (۴۵)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی۔ ہمارے پیچھے ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ نے بھی نماز پڑھی۔

تربیت کے نقطہ نظر سے بچوں کو مسجد میں لانا بہت ضروری ہے تا کہ نماز اور جماعت کا اہتمام ان کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے۔ نفسیاتی اعتبار سے بھی یہ ثابت ہے کہ بچے نقل کر کے سیکھتے ہیں۔ اس لیے ان کا مسجد میں موجود ہونا ہر اعتبار سے ضروری ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں اس کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت ابوقتادہؓ اور حضرت شدادؓ کی مندرجہ ذیل روایات۔

عن ابی قتادہ ؓ بینما نحن جلوس فم المسجد اذخرج علینا رسول اللہ ﷺ یحمل امامۃ بنت ابی العاص بن الربیع و امھا زینب بنت رسول اللہ ﷺ وھی صبیۃ یحملھا فصلی رسول اللہ ﷺ و ھی علی عاتقہ یضعھا اذا رکع و یعیدھا اذا رکع و یعیدھا اذا قام حتی قضی صلوتہ یفعل ذالک (۴۶)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ حضرت امامہ بنت ابی العاص بن الربیع کو اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ نبی کریم ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینبؓ تھیں۔ اور حضرت امامہ بچی تھیں۔ آپ ان کو اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے نماز پڑھی اور وہ آپ ﷺ کے کاندھوں پر تھیں۔ جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو ان کو زمین پر بٹھادیتے جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو ان کو اٹھا کر کاندھے پر بٹھالیتے۔ آپ ﷺ نماز ختم ہونے تک ایسا ہی کرتے۔

حضرت شدادؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے باہر تشریف لائے اور آپ حضرت حسنؓ یا حسینؓ میں سے کسی ایک صاحب زادے کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں زمین پر بٹھا دیا۔ پھر حضور ﷺ نے نماز کے لیے تکبیر فرمائی اور نماز پڑھانی شروع کی نماز کے درمیان میں نبی کریم ﷺ نے سجدہ میں دیر فرمائی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو صاحب زادے آپ کی پیٹھ پر سوار ہیں اور نبی کریم ﷺ سجدہ ریز ہیں پھر میں سجدے میں چلا گیا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ آپ نے نماز کے درمیان سجدے میں دیر فرمائی حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ کوئی حادثہ ہوا یا آپ پر وحی نازل ہونے لگی

ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی بات نہ تھی میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوا تو مجھے برا معلوم ہوا کہ میں جلدی اٹھ کھڑا ہوں اور اس کی خواہش پوری نہ ہو۔(۴۷)

عیدین مسلمانوں کی شان وشوکت کا اظہار ہیں جس میں بچوں کی دلچسپی کا سامان بھی ہے۔بچوں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ عیدین کی نمازیں ادا کی ہیں۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے **خروج الصبیان الی المصلیٰ** اور اس میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت لائے ہیں۔وہ فرماتے ہیں

خرجت مع النبی ﷺ یوم فطرٍ او اضحیٰ فصلّٰی(۴۸)

ترجمہ: میں عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی

بچے نماز جنازہ میں:

کسی کا فوت ہوجانا غم کا باعث بنتا ہے۔بچے طبعاً کھیل کود اور خوشی کے مواقع کو پسند کرتے ہیں۔لیکن نبی کریم ﷺ نے نمازِ جنازہ میں بھی بچوں کو شامل رکھا ہے تاکہ زندگی کا یہ پہلو بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہ رہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ مر بقبرٍ دفن لیلاً فقال متیٰ دفن ھذا فقالوا البارحۃ قال افلا اٰذنتمونی قالوا دفناہ فی ظلمۃ اللیل فکرھنا ان نوقظك فقام فصففنا خلفه قال ابن عباس وانا فیھم فصلّٰی علیه(۴۹)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ ایک قبر پر سے گزرے جس میں رات کو مردہ دفن ہوا تھا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کب دفن ہوا؟ لوگوں نے کہ اگلی رات کو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر نہیں کی۔انہوں نے کہا ہم نے اس کو رات کے اندھیرے میں دفن کیا۔آپ ﷺ کو ایسے وقت میں جگانا برا سمجھا۔آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی۔
ابن عباس نے فرمایا میں بھی صف میں تھا پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی

زکوٰۃ مالی عبادت کو کہتے ہیں۔زکوٰۃ کے لفظی معنی پاکیزگی اور نمو کے ہیں۔گویا زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک وصاف ہوجاتا ہے۔اور برکت سے بڑھتا بھی ہے۔شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد" مقررہ اموال کی وہ خاص مقدار ہے جس کی مقررہ مستحقین کو ادائیگی ان اموال پر ایک سال گزرنے کے

بعد" ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے۔

قرآن کریم میں زکوٰۃ کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

اَقِیۡمُوا الصلاۃَ وَاٰتُوا الزکاۃ (۵۰)

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

عبادات کی فرضیت کا انحصار بلوغت پر ہے چنانچہ زکوٰۃ کی فرضیت میں بھی نصاب کے علاوہ عاقل و بالغ ہونے کی شرط بھی ہے۔لہذا بچوں کے اموال پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اگرچہ بحث طلب ہے لیکن فقہی بحث سے احتراز کرتے ہوئے دیکھا جائے تو بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے اقوال ملتے ہیں جن سے بچوں کے اموال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر ملتا ہے۔

عن مالکٍ انه بلغه ان عمر ابن الخطاب قال تجروا فی اموال الیتمی لا تاکلها الزکوٰۃ (۵۱)

امام مالک روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا تجارت کرو یتیموں کے مال میں تاکہ زکوٰۃ ان کو تمام نہ کرے۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ میری اور میرے بھائی کی پرورش کرتی تھیں ہم دونوں یتیم تھے تو آپ ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ نکالتی تھیں۔

فکانت تخرج من اموالنا الزکوٰۃ (۵۲)

فطرانہ کی ادائیگی رمضان المبارک میں ہوتی ہے تاکہ مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے بالغ افراد کے ساتھ ساتھ بچوں کا فطرانہ ادا کرنے کا بھی حکم دیا۔سید نا حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کا فطرانہ ہر چھوٹے بڑے، آزاد غلام، مرد اور عورت پر ایک صاع کھجور یا جو فرض فرمایا (۵۳)

ہجرت کے دوسرے سال روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ (۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو، تم پر روزہ فرض کیا گیا، جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ

اس لیے اسلامی سال کے نویں مہینے رمضان میں روزے رکھنا ہر عاقل، بالغ، تندرست، مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ چونکہ روزے میں مشقت زیادہ ہے اس لیے بچوں پر روزہ فرض نہیں

لیکن اس کے باوجود تمام عالم اسلام میں رمضان میں بچے بہت شوق سے روزے رکھتے ہیں۔عہدِ نبوی میں بچوں کے روزے رکھنے کے بارے میں زیادہ روایات دستیاب نہیں۔لیکن یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ بچے روزے رکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے ایک شرابی کو رمضان میں حد ماری اور فرمایا کم بخت ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں(۵۵)

نبی کریم ﷺ نے عاشورے کے دن صبح کو انصار کی بستیوں میں کہلا بھیجا کہ جس نے آج روزہ نہ رکھا ہو وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے روزہ رکھا ہو وہ روزے سے رہے۔ربیع کہتے ہیں اس حکم کے بعد ہم عاشورے کے دن روزہ رکھتے اپنے بچوں کو بھی رکھاتے اور ان کے لیے اون کا ایک کھلونا بنا دیتے جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے رونے لگتا تو ہم اس کو یہ کھلونا دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوجاتا(۵۶)

حج عربی لفظ ہے جس کے معنی کسی کی زیارت کا قصد و ارادہ کرنے کے ہیں۔جبکہ شرعی اصطلاح میں حج سے مراد ''سال کے مقررہ ایام میں خانۂ کعبہ کی زیارت کا ارادہ کرنا اور مکہ مکرمہ اور اس کے قریب واقع مقدس مقامات میں مخصوص مناسک حج کی ادائیگی'' ہے۔حج ہر بالغ، عاقل، صاحب استطاعت مسلمان مرد و عورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔استطاعت سے مراد صحت، زادِ راہ اور پرُامن سفر کی سہولت ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ (۵۷)

ترجمہ: اور لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے اس شخص کے ذمہ جس نے اس کی طرف استطاعت پائی اور جس نے انکار کیا تو اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه(۵۸)

جو کوئی اللہ کے لیے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے تو وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

حج بھی بالغ مسلمانوں پر فرض ہے لیکن حج کے معاملے میں بھی بچے پیچھے نہ رہے اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت و امامت میں حج ادا کیا۔ اور تمام بچوں کے لیے فخر کی روایت قائم کی۔

امام بخاری نے حضرت سائب ؓ سے ایک روایت بیان کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں

حج بی مع رسول اللہ ﷺ و انا ابن سبع سنین(۵۹)

یعنی مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جب میری عمر سات برس کی تھی۔

عبید اللہ بن ابی زید قال سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول بعثنی او قدمنی النبی ﷺ فی الثقل من جمع بلیل(۶۰)

عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو سامان کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو منیٰ بھیج دیا۔

عن جابر بن عبداللہ قال رفعت امراء ۃ صبیاً لھا الی النبی ﷺ فی حجۃٍ فقالت یا رسول اللہ ﷺ الھذا حج قال نعم و لک اجر(۶۱)

ایک عورت نے اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے دوران حج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس بچہ کا بھی حج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اور ثواب تجھے ملے گا۔

وحیدالزمان اس کی شرح میں لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا حج صحیح ہے اور ثواب اسکی عبادات کا اس کے ولی کو ہے۔ اب اگر نابالغ احرام باندھے تو وہی شرائط اس کے لیے بھی ہونگی جو بالغ کے لیے ہیں (۶۲)

رمی جمرات بچوں کے لیے مشکل ہے اس لیے ان کی طرف سے کسی اور کو رمی کرنے کی اجازت ہے۔

عن جابر قال حججنا مع رسول اللہ ﷺ و معنا النساء و الصبیان فلبینا عن الصبیان و رمینا عنھم (۶۳)

جابر ؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج کیا اور ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے تو ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک پکاری اور ان کی طرف سے رمی کی۔

بچوں کی تعلیم سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں:

ظہورِ اسلام کے بعد دنیا میں جو علم کی روشنی پھیلی وہ بے مثل ہے۔ اسلام کی برکت سے دنیا

جہالت کے اندھیروں سے علم کے نور کی طرف نکل آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً چھ سو سال کے بعد جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ ''اقراء'' تھا۔

قرآن پاک میں آتا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ⑤ (۶۴)

ترجمہ: پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے پڑھیے آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے وہی ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہ تھا۔

نبی کریم ﷺ کے فرائض نبوت میں تعلیم دینے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے

هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم آیاته و یز کیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (۶۵)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں اور یہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

نبی کریم ﷺ علم پھیلانے کی مجلسوں کو بہت پسند کرتے تھے۔

عن عبدالله بن عمرو ان رسول الله ﷺ مر بمجلسین فی مسجده فقال: کلاهما علی خیر، وأحدهما أفضل من صاحبه۔ أما هؤلاء (عباد) فیدعون الله ویرغبون الیه فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم۔ وأما هؤلاء (علماء) فیتعلمون الفقه ویعلمون الجاهل فهم أفضل۔ وانما بعثت معلماً ثم جلس فیهم (۶۶)

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ دو مجلسوں میں سے گزرے جو مسجد میں منعقد ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں، لیکن ان میں

ایک دوسری سے بہتر ہے۔ان دونوں مجلسوں میں سے ایک عبادت میں مصروف ہے اور اللہ سے دعاء کر رہی ہے اور اس سے اپنی خواہش ورغبت کا اظہار کر رہی ہے۔ اگر اللہ چاہے تو انہیں عطا کرے اور اگر چاہے تو نہ دے۔ البتہ یہ لوگ، جو علماء ہیں، فقہ حاصل کر رہے ہیں۔اور جاہلوں کو علم سکھا رہے ہیں لہذا یہ لوگ بہتر ہیں اور میں بھی معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ فرما کر آپ ﷺ بھی ان میں بیٹھ گئے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو علم کے حصول کی طرف متوجہ کیا اور انہیں آنے والی نسلوں کا استاد بنا دیا۔علم کو محفوظ کرنے اور اسے پھیلانے کی ترغیب دی۔آپ ﷺ نے بچوں اور کم سن صحابہ کرامؓ کو تعلیم دی اور مختلف علوم کا ماہر بنا دیا۔آپ ﷺ کی اسی خصوصی توجہ کی وجہ سے آنے والی نسلیں زیورِ علم سے آراستہ ہوئیں اور مختلف میدانوں میں ترقی کا دور دورہ ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان بچوں کا بھی خیال کیا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

عن ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لیبلغ شاھد کم غائبکم (٦٧)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ تمہارے حاضر لوگ غائب لوگوں کو (علم) پہنچادیں یعنی ان لوگوں کو جواب موجود ہیں مگر حاضر نہیں ہو سکے اور ان نسلوں تک جو مستقبل میں پیدا ہونگی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا شمار علمی اعتبار سے عالی مرتبہ صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔آپ انتہائی کم عمری سے حصول علم کے لیے محنت کر رہے تھے۔ابن عباسؓ فرماتے تھے نبی کریم ﷺ نے جب وفات پائی اس وقت میں دس برس کا تھا اور میں محکم پڑھ چکا تھا۔سعید بن جبیر نے وضاحت کی ہے کہ محکم سے مراد مفصل ہے۔(٦٨)

عن انسؓ بن مالك قال قال رسول الله ﷺ نضر الله عبداً سمع مقالتی فوعاھا ثم بلغھا عنی فرب حاملِ فقهٍ غیر فقیهٍ ورب حاملِ فقه الیمن ھو افقه منه (٦٩)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس بندے کو کہ ہماری بات سنے اور اس کو یاد رکھے اور پھر دوسروں کو پہنچادے اس لیے کہ بہت سے فقہ کے راوی خود فقیہ نہیں اور بہت سے فقہ کی روایت کرنے والے اس شخص کو

پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں۔

عن ابن عباس قال:ضمني رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: (اللهم علمه الكتاب) (٧٠)

یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کو سینے سے لگایا اور دعا فرمائی یا اللہ اس کو قرآن مجید سکھادے۔

عن عبد الله بن عباس قال:أقبلت راكبا على حمار أتان، وأنا يؤمئذ قد ناهزت الاحتلام، ورسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بمنى إلى غير جدار، فمررت بين يدي بعض الصف، وأرسلت الأتان ترتع، فدخلت في الصف، فلم ينكر ذلك علي.(٧١)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مین ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس زمانے میں میں جوانی کے قریب تھا اور نبی کریم ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ کے سامنے آڑ نہ تھی۔ میں تھوڑی صف کے آگے سے گزر گیا اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا تو کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔

امام بخاری محمود ابن ربیع کی ؓ روایت اس عنوان کے تحت لائے ہیں "متى يصح سماع الصغير"۔ یعنی کس عمر کا لڑکا حدیث سن سکتا ہے۔

عن محمود بن الربيع قال:عقلت من النبي صلى الله عليه وسلم مجة مجها في وجهي، وأنا ابن خمس سنين، من دلو.(٧٢)

محمود ابن ربیع ؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو اب تک نبی کریم ﷺ کی وہ کلی یاد ہے جو آپ ﷺ نے ایک ڈول لے کر میرے منہ پر ماری تھی اس وقت میری عمر پانچ سال تھی۔

بچوں کو غیر مسلم اساتذہ سے تعلیم دلائی جا سکتی ہے:

سیرت النبی ﷺ میں بچوں کی تعلیم پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ مسلم اساتذہ کی غیر موجودگی میں بچوں کو غیر مسلم اساتذہ سے تعلیم دلائی جا سکتی ہے۔ اس کی مثال جنگِ بدر کے قیدیوں سے ملتی ہے جن میں سے بعض کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا سکھائیں گے۔

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں

بہر حال اسیران جنگ سے چار چار ہزار درہم فدیہ لیا گیا، لیکن جو لوگ ناداری کی وجہ سے

فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے وہ چھوڑ دیئے گئے۔ ان میں سے جو لکھنا جانتے تھے ان کو حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔(۷۳)

بچے دنیاوی و اُخروی فوائد کا سبب ہیں:

نئی نسل کی پرورش اور دیکھ بھال آسان کام نہیں۔ اولاد کی فطری محبت اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہے لیکن اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ اولاد اور اس تربیت کی وجہ سے ایک مسلمان کو کیا کیا انعامات ملیں گے تو یہ معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت پر اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا متعدد مقامات پر اظہار کیا ہے۔ اس کی تفصیل نیچے آرہی ہے۔ اس میں دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ تمام فوائد اور انعامات بچوں کے والدین کو ملیں گے یعنی بچوں کی وجہ سے ملیں گے۔ جو صاحب اولاد نہیں ہونگے وہ ان کے مستحق نہیں ہونگے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں

اذا انفق المسلم نفقةً علی اهله وهو یحتسبها کانت لو صدقةً (۷۴)

ترجمہ: جب مسلمان اپنے بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں اس کو صدقے کا ثواب ملے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔

عن ابو هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ ان مما یلحق المؤمن من عمله و حسناته بعد موته علماً علّمه ونشره وولداً صالحاً ترکه...(۷۵)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اعمال اور نیکیاں جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ان میں سے ایک علم ہے کہ اس کو سکھایا گیا ہو اور پھیلایا گیا ہو اور دوسری نیک اولاد ہے کہ اسے (دنیا میں) چھوڑ گیا ہو۔

حافظ قرآن کے والدین کی قیامت کے دن خاص عزت ہوگی۔

من قرا القرآن و عمل بما فیه البس والداه تاجاً یوم القیامة ضوءُ هٗ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم لو کانت فیکم...(۷۶)

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس کے احکام پر عمل کیا قیامت کے دن اس

کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اور چمک سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی اگر وہ سورج اس دنیا میں تمہارے گھروں کے اندر آجائے۔

اپنے بچوں کی کفالت کے لیے دنیا کمانے والے کے لیے نبی کریم ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے کہ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔(۷۷)

انسانوں کی ایک کثیر تعداد ایسی بھی ہے جو بیٹی کی پیدائش پر خوش ہونے کی بجائے غمزدہ ہوجاتے ہیں۔مشرکین مکہ بھی ایسے ہی تھے۔

قرآن کریم میں آتا ہے

واذا بشر احدھم بالانثیٰ ظلّ وجھه مسوداً وھو کظیم (۷۸)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے اس کا منہ سیاہ ہوجاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس رجحان کو ناپسند کیا اور بیٹیوں کے والدین کو ایسی بشارتیں دی ہیں جوان کو دائمی مسرت سے ہمکنار کرتی ہیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ قالت جآء تنی امراۃ ومعھا ابنتان لھا فسالتنی فلم تجد عندی شیئاً غیر تمرۃٍ واحدۃٍ فاعطیتھا ایاھا فاخذتھا فقسمتھا بین ابنتیھا ولم تاکل منھا شیئًا ثم قامت فخرجت و ابنتاھا فدخل علی النبی ﷺ فحدثتی فحدثته حدیثھا فقال النبی ﷺ من ابتلی من البنات بشیءٍ فاحسن الیھن کن له ستراً من النار (۷۹)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کی دو بیٹیاں اسکے ساتھ تھیں۔اس نے مجھ سے سوال کیا۔میرے پاس کچھ نہ تھا ایک کھجور تھی وہی میں نے اس کو دیدی۔اس نے وہ کھجور لے کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بیٹیوں کو دے دیا اور آپ کچھ نہ کھایا پھر اٹھی اور چلی گئی۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے اس عورت کا حال آپ ﷺ سے بیان کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا جو بیٹیوں سے آزمایا گیا پھر وہ ان کے ساتھ نیکی کرے تو وہ قیامت کے دن جہنم سے اس کی آڑ ہوں گی۔

عن انس ابن مالك قال قال رسول الله ﷺ من عال

جاریتین حتّٰی تبلغا جآءَ یوم القیٰمة انا وھو وضم اصابعه(۸۰)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کو پالے ان کے جوان ہونے تک قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

عقبہ بن عامر سے روایت ہے

سمعتُ رسول الله ﷺ یقول: من کان له ثلاث بنا فصبر علیھن وأطعمھن وسقاھن وکساھن من جدته کن له حجاباً من النار یوم القیامة (۸۱)

ترجمہ: میں نے سنا نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کے ہونے پر صبر کرے اور ان کو کھلاوے اور پلاوے اور کپڑا پہنائے اپنی طاقت اور کمائی سے تو وہ تینوں قیامت کے دن جہنم سے اس کی آڑ ہوں گی۔

بچوں کے مرنے پر صبر کا انعام:

عن ابی ھریرۃ ان رسول الله ﷺ قالا لنسوۃ من الانصار لایموت لاحدالکن ثلثة من الولد فتحتسبه الا دخلت الجنة فقالت امراۃ منھن اواثنان یا رسول الله ﷺ قال اواثنان (۸۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں سے فرمایا تم میں سے جس کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ خدا کی رضامندی کے واسطے صبر کرے جو جنت میں جائے گی۔
ایک عورت بولی یارسول اللہ ﷺ اگر دو بچے مریں آپ ﷺ نے فرمایا دو ہی سہی۔

قال رسول الله ﷺ ایما رجل ولدت امته منه فھی معتقة عن دبر منه (۸۳)

ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی لونڈی اپنے مالک سے بچہ جنے تو وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بارے میں فرمایا اس کو ابراھیم نے آزاد کر دیا یعنی ابراھیم کی پیدائش کی وجہ سے انہیں آزادی مل گئی۔ (۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا جو لونڈی اپنے مالک سے جنے تو مالک اس کو نہ بیچے نہ ہبہ کرے نہ وہ مالک کے وارثوں کے ملک میں آسکتی ہے بلکہ جب تک مالک زندہ رہے اس سے استفادہ کرے جب مرجائے آزاد ہو جائے گی۔ (۸۵)

بچوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک:

مسلمان بچوں کی پیدائش باعثِ مسرت ہے اور یہ خوشی اس طرح منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے۔ نوزائیدہ بچوں کی خوشی میں عقیقہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

بچے کے عقیقے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہدایت اس طرح ہے

رسول اللہ ﷺ یقول مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دماً و امیطوا منه الاذٰی (۸۶)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے تو اس کی طرف سے قربانی کرو اور بال دور کرو۔

ایک اور واقعہ اس طرح ہے

عن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ قال ولد لی غلام فاتیت به النبی ﷺ فسماه ابراهیم وحنكه بتمرة (۸۷)

ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میرا ایک لڑکا پیدا ہوا میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کے منہ میں ایک کھجور چبا کر ڈالی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی نوزائیدہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا تو اکثر کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کا کوئی اچھا سا نام رکھتے۔ اور اگر کوئی نام رکھا گیا ہوتا لیکن مناسب نہ ہوتا تو اس کو بدل ڈالتے۔ ابو اسیدؓ کا بیٹا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر منذر رکھا۔ (۸۸)

عن جابرٍ قال ولد لرجلٍ منا غلام مسماه القاسم فقلنا لا نكنيك ابا القاسم ولا كرامة فاخبر النبی ﷺ فقال سم ابنك عبدالرحمٰن (۸۹)

جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگوں میں ایک شخص کا لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام قاسم رکھا ہم نے کہا کہ ہم تجھ کو ابو القاسم نہیں پکاریں گے۔ اس نے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمان رکھ۔

نبی کریم ﷺ کثرت سے سلام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ بچوں کو بھی سلام میں پہل فرمایا کرتے تھے۔

عن انس قال اتانا رسول الله ﷺ و نحن صبیان فسلم علینا (۹۰)

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم بچے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا السلام علیکم

حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ کی اس سنت پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔ آپؓ بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے (۹۱)

نبی کریم ﷺ کوئی عام شخصیت نہ تھے۔ آپ ﷺ کا رعب میلوں دور سے چھا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ بچوں کے لیے انتہائی نرم خو تھے حتیٰ کہ بچوں سے ہلکا پھلکا مذاق بھی فرمالیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

کان رسول الله ﷺ یخالطنا حتی یقول لاخ لی صغیر: یا ابا عمیر ما فعل النغیر (۹۲)

نبی کریم ﷺ ہم (یعنی بچوں) سے مذاق فرماتے یہاں تک کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا اس سے آپ ﷺ فرمایا کرتے اے ابوعمیر کیا ہوا تمہارا نغیر! (ایک چڑیا کا نام ہے)

قال رسول الله ﷺ النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی و تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم (۹۳)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا نکاح میرا طریقہ ہے جو کوئی میرے طریقہ پر نہ چلے وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا اور نکاح کرو اس لیے کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کی اور امتوں سے کثرت پر فخر کروں گا۔

آپ ﷺ نے پڑوس میں رہنے والے بچوں کا خیال رکھنے کی بھی تاکید کی ہے۔

وان اشتریت فاکھۃً فاھدیت لہ منھا والّا فادخلہ سرّاً لا یخرج ولدک بشیئ منہ یغیظون بہ ولدہ وھل تفقھون ما اقول لکم؟ (۹۴)

ترجمہ: اگر تم نے کوئی پھل خریدا ہو تو اس میں سے اس کو بھی تحفہ بھیجو ورنہ چھپا کر لاؤ، ایسا نہ ہو کہ اس میں سے تمہارے بچے کچھ لے کر باہر نکلیں اور پڑوسی کے بچوں کو (احساس محرومی کے باعث) غم میں مبتلا کریں۔ جو میں کہہ رہا ہوں کیا تم

اسے سمجھ رہے ہو؟

آپ ﷺ نے بچوں کو شادی کی تقریب میں شرکت سے نہ روکا بلکہ خوشی کا اظہار فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے انصار کے عورتوں اور بچوں کو دیکھا جب وہ ایک شادی میں سے واپس آرہے تھے تو آپ ﷺ خوشی میں جلدی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا یا اللہ! تو گواہ رہ تم لوگ سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو۔ (۹۵)

ماں باپ میں علیحدگی کی صورت میں بچے کو اختیار:

اگر ماں یا باپ میں کسی وجہ سے علیحدگی ہو جائے تو اس صورت میں نبی کریم ﷺ نے بچے کو بھی موقع دیا ہے کہ وہ بتائے وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔

عن عبدالحمید الانصاری عن جدہ انه اسلم وابت امراته ان تسلم فجاء ابن لهما صغیر لم یبلغ الحلم فاجلس النبی ﷺ الاب ههنا و الام ههنا ثم خیرہ فقال اللهم اهدہ فذهب الی ابیه (۹۶)

حضرت عبدالحمید انصاری اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوئے اور ان کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ ان دونوں کا ایک نابالغ بیٹا تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے پاس بٹھایا اور اس کے ماں باپ دونوں وہاں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کو اختیار دیا اور دعا فرمائی یا اللہ اس لڑکے کو ہدایت دے وہ لڑکا اپنے والد کے پاس چلا گیا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میرا خاوند مجھ سے بچے کو لینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس بچے سے مجھے فائدہ ہے اور وہ مجھے بیئر ابی عنبہ کا پانی پلاتا ہے۔ اسے دوران اس عورت کا خاوند آیا اور کہنے لگا میرے بیٹے کے متعلق کون جھگڑا کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے لڑکے کو اختیار دیا۔

فقال یا غلام هذا ابوك وهذا امك فخذ بید ایهما شئت فاخذ بید امه فانطلقت به (۹۷)

جب کسی چھوٹے لڑکے یا لڑکی کے لیے اس کے والدین میں اختلاف ہو تو بعض جگہ سے قرعہ اندازی کا ثبوت ملتا ہے اور بعض جگہ سے بچے کو اختیار دیا گیا اور اختیار دینا اولیٰ اور اقرب الی الصواب ہے۔ کیونکہ اکثر احادیث سے یہی ثابت ہے۔ خواہ دونوں والدین مسلمان ہوں یا ایک مسلمان اور دوسرا غیر مسلمان ہو (۹۸)

وقال الحسن و شریح و ابراھیم و قتادة اذا اسلم احدھما فالولد مع المسلم وکان ابن عباس مع امه من المستضعفین و لم یکن مع ابیه علیٰ دین قومه و قال الاسلام یعلوولایعلیٰ(۹۹)

اور امام حسن بصری اور شریح اور ابراھیم نخعی اور قتادہ فرماتے ہیں جب ماں باپ میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو لڑکا مسلمان کے پاس رہے گا اور ابن عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ کمزور مسلمان سمجھے جاتے تھے اور اپنے باپ کے ساتھ اپنی قوم کے دین پر نہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

مرحوم بچوں کے لیے نماز جنازہ

قال رسول اللهﷺ اذا استهل الصبی صلی علیه وورث۔(۱۰۰)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب (پیدائش کے بعد بچہ) رودے (فوت ہوجائے) تو اس پر نماز پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا۔

چنانچہ ہر اس بچے پر جو مر جائے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگر چہ وہ حرام کا ہو اس لیے کہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا۔ اسکے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا صرف باپ مسلمان ہو اگر چہ اس کی ماں مسلمان نہ ہو۔

قال النبیﷺ صلوا علی اطفالکم فانهم من افراطکم۔(۱۰۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز پڑھو اپنے (فوت شدہ) بچوں پر وہ تمہارے لیے (آخرت میں) پیش خیمہ ہیں۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال لما مات ابراھیم بن رسول اللهﷺ صلی رسول اللهﷺ....(۱۰۲)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراھیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی

بچوں کے قتل کی سخت ممانعت:

نبی کریم ﷺ خواتین سے اسلام کے لیے بیعت لیتے وقت بچوں کے قتل سے باز رہنے کا وعدہ بھی لیتے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اس سلسلے میں عزّہ بنت خابلؓ کی روایت بہت واضح ہے۔ وہ فرماتی

ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے ان باتوں پر بیعت فرمالیا، زنا کی مرتکب نہ ہونا، چوری نہ کرنا، اولاد کو زندہ درگور نہ کرنا نہ چھپ کر نہ ظاہراً۔ عزّہ کہتی ہیں کہ ظاہراً زندہ درگور کرنا تو میری سمجھ میں آ گیا مگر چھپ کر زندہ درگور کرنے کا مطلب میں نہیں سمجھی اور نہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور نہ آپ نے خود بتلایا، لیکن میرے جی میں اس کا مطلب اس طرح آیا کہ اولاد کو کسی طرح خراب نہ کروں (یعنی ہر طرح پر اس کی پرورش کے معاملہ میں انتہائی نگہداشت رکھو) اور اللہ تعالیٰ کی قسم کبھی بھی بچہ کو ضائع نہ ہونے دوں (۱۰۳)

خوارج کے سردار نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس ؓ کو خط لکھ کر چند مسائل دریافت کیے۔ ان میں سے ایک سوال جنگ کے دوران بچوں کے قتل کے بارے میں تھا۔ حضرت ابن عباس ؓ نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کفار کے) بچوں کو نہیں مارتے تھے تو بھی بچوں کو مت مارنا (۱۰۴)

لیکن یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اگر بچے یا عورتیں لڑیں یا شب خون میں پہچان نہ ہونے کی وجہ سے مارے جائیں تو مجبوری ہے۔ (۱۰۵)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں

- آنَّ امراۃً وُجدت فی بعض مغازی رسول الله ﷺ مقتولة فانکر رسول الله ﷺ قتل النسآء والصبیان(۱۰۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غزوہ میں ایک مقتولہ عورت پائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور سب سے زیادہ تربیت یافتہ صحابی اور خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے شام ایک لشکر بھیجا تو معمول کے مطابق ہدایات دیں ان میں ایک ہدایت یہ تھی

لا تقتلن امراۃً ولا صبیاً ولا کبیراً (۱۰۷)

یعنی عورت، بچوں اور بوڑھوں کو مت قتل کرنا

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فوج روانہ فرماتے. تو یہ بھی حکم فرماتے

ولا تقتلوا ولیداً ولا امراۃً وقل ذلك لجیوشك وسرایاك(۱۰۸)

کہ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا

بچوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت:

ام خالد روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

آئی۔ آپ ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا واہ واہ کیا کہنا۔ ام خالد اس وقت کم سن تھیں وہ نبی کریم ﷺ کی پشت پر مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو ان کے باپ نے انھیں جھڑکا لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو کھیلنے دو۔ (۱۰۹)

عن عائشة ان النبی ﷺ وضع صبیناً فی حجرہ یحنکه فبال علیه فدعا بماءٍ فاتبعه(۱۱۰)

ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے (عبداللہ بن زبیرؓ) کو اپنی گود میں بٹھایا، کھجور چبا کر اس کے منہ میں دی انہوں نے آپ ﷺ کی گود میں بول کر دیا، آپ ﷺ نے پانی منگا کر اس پر بہا دیا۔

اسامہ بن زید جب بچے تھے تو نبی کریم ﷺ انھیں اپنی ران پر بٹھا لیتے تھے اور حضرت حسنؓ کو دوسری ران پر پھر دونوں کو چمٹا لیتے اور دعا کرتے یا اللہ ان دونوں پر رحم کر کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔ (۱۱۱)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنِّي لأَقُومُ فِي الصَّلاَةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ(۱۱۲)

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نماز شروع کرتا ہوں اور اسے طویل کرنا چاہتا ہوں، اتنے میں کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کیوں کہ بچہ کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کے اندر جو بے قراری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کو میں جانتا ہوں

آپ ﷺ نے ان بچوں پر بھی شفقت فرمائی جن کی مائیں مجرم ثابت ہو جائیں۔

ان رسول الله ﷺ قال المراۃ اذا قتلت عمداً لا تقتل حتی تضع ما فی بطنها ان کانت حاملاً حتی تکفل ولدها وان زنت لم ترجم حتی تجع ما فی بطنها وحتی تکفل ولدها(۱۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت قتل عمد کی مرتکب ہو تو قتل نہ کی جائے گی جب تک زچگی سے فراغت نہ پائے اور اس کے بچہ کی کفالت نہ کی جائے اسی طرح اگر زنا کرلے تو رجم نہ کی جائے گی جب تک زچگی سے فراغت نہ پا

لے اور بچہ کی کفالت نہ کی جائے

یعنی بچہ کی پرورش کا مناسب بندوبست ہو جائے مثلاً کوئی عزیز بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لے لے یا کوئی اور شخص یہ ذمہ داری اٹھا لے یا بچہ اس لائق ہو جائے کہ آپ کھانے پینے لگے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچے کا کوئی قصور نہیں اگر حاملہ عورت کو ماریں یا سنگسار کریں تو بچہ کی جان بھی جائے گی۔ (۱۱۴)

اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ معاف ہے لیکن بعد میں قضا بہرحال لازم ہے۔ (۱۱۵)

نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت زینب کی قریب المرگ بیٹی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ (۱۱۶)

حضرت سائب بن یزیدؓ اپنی کمسنی میں جب بیمار ہوئے تو ان کی خالہ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی آپ ﷺ نے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ شفقت سے سر پر ہاتھ بھی پھیرا (۱۱۷)

بچوں کی بہترین شخصیت سازی کے لیے ضروری ہے کہ ان سے پیار و محبت کا برتاؤ کیا جائے۔ اپنے اور دوسرے بچوں پر نبی کریم ﷺ کی بے انتہا نظرِ کرم تھی اور آپ ﷺ ان سے شفقت سے پیش آتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے احد کی لڑائی کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا لیکن نبی کریم ﷺ نے شفقت سے انہیں چھوٹا ہونے کی وجہ سے منع فرما دیا (۱۱۸)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو بال بچوں پر اتنی شفقت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم مدینہ کے عوالی میں ایک عورت ام سیفؓ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ وہاں جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بچے کو لیتے اور پیار کرتے پھر واپس لوٹ آتے۔ ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے۔

فدمعنت عینا رسول اللہ ﷺ فقال تدمع العین و یحزن القلب ولانقول الا ما یرضیٰ ربنا واللہ یاآبراھیم انا بك لمحزونون (۱۱۹)

آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلے اور فرمایا آنکھ روتی ہے اور دل رنج کرتا ہے لیکن زبان سے ہم کچھ نہیں کہتے سوا اس کے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ قسم خدا کی اے ابراہیم ہم تیرے سبب رنج میں ہیں۔

عن عائشة قالت قدم ناس من الاعراب علی رسول اللہ ﷺ

فقالوا آتقبلون صبیانکم فقالوا نعم فقالوا لکنا واللہ لا نقبل فقال رسول اللہ ﷺ آوَ املك ان کان اللہ نزع منکم الرحمۃ وقال ابن نمیر من قلبك الرحمۃ(۱۲۰)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کچھ اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بچوں کو پیار کرتے ہو؟ وہ بولے ہاں پھر بولے خدا کی قسم ہم تو نہیں پیار کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیا کروں اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحم نکال لیا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ من ترك مالاً فلورثته ومن ترك دیناً او ضیاعاً فعلی والی وانا اولی بالمؤمنین (۱۲۱)

جابرؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ اور جو شخص قرضہ چھوڑ جائے یا اولاد جس کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو ان کا بوجھ مجھ پر ہے اور وہ قرضہ میری طرف ہے اور میں بہت قریب ہوں مومنوں کے۔ (۱۲۲)

بچوں کی فروگذاشت پر آپ ﷺ کا عفو و درگزر کرنا اور مساویانہ رویہ:

سیرت النبی ﷺ میں بچوں کی غلطیوں پر درگزر اور تحمل کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ بچے چونکہ کم عمر اور ناتجربہ کار ہوتے ہیں، عملی زندگی کا انہیں زیادہ تجربہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ان سے کوئی بھی کام صحیح طور پر سرانجام نہ دینے امکان نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ بچپن میں کھیل کود کی طرف رجحان بھی زیادہ ہوتا ہے مزید برآں تجسس کی وجہ سے بھی بعض اوقات ان سے نقصان ہو جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر ان میں ردعمل کے طور پر قدرتاً خوف وہراس پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر ان غلطیوں کو نظر انداز نہ کیا جائے اور غیر ضروری سختی کی جائے تو بچوں کی شخصیت بہت متاثر ہوتی ہے اور نفسیاتی طور پر ان میں کمی رہ جاتی ہے۔ احساس کمتری بھی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خادم حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے انہیں کسی کام کے لیے بھیجنا چاہا۔ میں نے کہا کہ نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ میں یہ کہہ کر باہر چلا گیا اچانک نبی کریم ﷺ نے پیچھے سے آکر میری گردن پکڑ لی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے پھر پیار سے فرمایا اے انیس جس کام کے لیے کہا تھا اس کے لیے جاؤ۔ میں نے عرض کیا جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سات برس آپ ﷺ کی خدمت کی۔ کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ یا کیوں نہیں کیا؟ (۱۲۳)

اولاد سے مساوات نہ برتی جائے تو بچے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ظاہر ہے کہ اس طرح خاندان کی مضبوطی برقرار نہیں رہتی اور معاشرے پر اچھے اثرات نہیں پڑتے۔عدم مساوات خواہ صنفی ہو یا مالی بہرحال نقصان دہ ہوتی ہے۔سیرت النبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں اس مسئلہ کو حل مل جاتا ہے۔

عن انس ﷺ ان رجلاً كان عند النبی ﷺ فجاء ابن له فقبله و اجلسه علی فخذه، وجاء ته بنت له فاجلسها بين يديه، فقال رسول الله ﷺ الا سوّيت بينهم ؟(۱۲۴)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں اس کا بچہ آیا۔اس نے اُس کا بوسہ لیا اور اپنی ران پر اسے بٹھا لیا اور اس کی بیٹی آئی تو اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے ان کے درمیان برابری کیوں نہیں کی؟

مندرجہ بالا مثال اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاملہ میں ہلکی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کی۔اور فوراً اصلاح کی جانب توجہ دلائی۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت اولاد کے مابین مساوات کے مالی پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔

عن النعمان بن بشير ﷺ أن أباه نحلة غلاماً و أنه جاء الى النبی ﷺ يشهده فقال : أ كُلّ ولدك نحلته ؟ قال: لا و قال: فاردده (۱۲۵)

ترجمہ: نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے انہیں ایک غلام دیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر گواہ بنانے کے لیے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے۔انہوں نے عرض کیا نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس کو واپس لے لے۔

بچوں کا صحیح النسب ہونا ان کے پُر اعتماد ہونے اور نفسیاتی طور پر مضبوط ہونے کا باعث ہوتا ہے۔لیکن اگر ایسا نہ ہو یا کوئی شخص خامخواہ شک میں مبتلا ہو جائے تو وہ اپنے بچوں سے انصاف نہیں کر سکتا اور بچوں کی شخصیت پر انتہائی بُرا اثر پڑتا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا تدارک کر دیا ہے۔

بنی فزارہ کا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ایک مسئلہ پیش کیا کہ اس کی بیوی نے ایک بچہ جنا ہے جو کالا ہے اس وجہ سے اسے شبہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ذہن صاف کرنے کے

لیے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں، وہ بولا ہاں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ان کا رنگ کیا ہے؟ وہ بولا سرخ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی چتکبرا بھی ہے۔ وہ بولا ہاں ہے آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ رنگ کہاں سے آیا؟ وہ بولا کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہاں بھی کسی رگ نے یہ رنگ نکالا ہوگا۔(۱۲۶)

اسی طرح خواتین پر بھی حفاظت نسب کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس عورت نے اپنے لڑکے کو غیر قوم میں داخل کیا کہ اسکی اولاد ہے تو وہ عورت اللہ کی رحمت سے دور ہے اور اللہ تعالی اس عورت کو ہرگز اپنی جنت میں نہ داخل کرے گا اور جو کوئی مرد ایسا ہو کہ جان بوجھ کر اپنی اولاد ہونے سے انکار کرے اسکو اللہ تعالی کا دیدار نصیب نہ ہوگا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا۔(۱۲۷)

مندرجہ بالا مسئلہ چونکہ بہت نازک ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے ایک مستقل اصول بھی وضع فرمادیا تاکہ معاشرتی پیچیدگیوں سے محفوظ رہا جاسکے۔

عن ابی هریرة أن النبی ﷺ قال: الولد للفراش للعاهر الحجر (۱۲۸)

عن ایوب بن موسیٰ عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ قال مانحل والد ولده من نحل افضل من ادب حسن (۱۲۹)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی والد نے اپنے لڑکے کو اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دیا کہ اس کو (اسلام کے بہترین) آداب سکھائے۔

ادب شرعی تربیت وتادیب کو کہتے ہیں۔اسی تربیت کی وجہ سے بچے معاشرے میں مفید کردار ادا کرتے ہیں اور اچھے شہری بنتے ہیں۔

مولانا سید بدر عالم اس حدیث پر ''بچوں کی اسلامی تربیت کرنا اسلامی معاشرت کا بنیادی پتھر ہے'' کا عنوان قائم کرکے اس کی اہمیت کی نشاندہی کرتے ہیں۔آپ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ افسوس ہے کہ اس وقت ہمارے سامنے عمومی لحاظ سے مسلمانوں کے دو طبقے ہیں ایک تو وہ جن کے بچے یتیموں کے طرح کسی تربیت کے بغیر یونہی خودرو پودوں کی طرح پل رہے ہیں اور جس سانچے میں چاہیں ڈھل جاتے ہیں دوسرے وہ جن کی پرورش اگر غور و پرداخت کے ساتھ ہوتی ہے تو ان میں کوٹ کوٹ کر کفر کے آداب بھرے جاتے ہیں۔ یہی راز ہے کہ آج آفاق عالم میں جدھر نظر اٹھایئے فاتح مسلمان ہر جگہ مفتوح نظر آتے ہیں(۱۳۰)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

خوب یاد رکھیئے کہ کسی معاشرے کی تبدیلی کی بنیاد اگر ڈالی جا سکتی ہے تو اس کا زمانہ بھی عہد طفولیت ہے، اس کے بعد بچوں میں جو معاشرت پیدا ہو جاتی ہے اس کا انقلاب بہت مشکل ہے اور اس کی تمام ذمہ داری عقلاً وشرعاً بچوں کے والدین پر عائد ہوتی ہے۔(۱۳۱)

عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: یا بُنی! اذا دخلت علیٰ اهلك فسلم یکون برکةً علیك و علیٰ اهل بیتك(۱۳۲)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہوگا۔

قال رسول الله ﷺ مروا الصبی بالصلوة اذا بلغ سبع سنین و اذا بلغ عشر سنین فاضربوه علیها(۱۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکم کرو لڑکے کو نماز پڑھنے کا جب وہ سات برس کا ہو اور جب دس برس کا ہو تو نماز پڑھنے کے لیے مارو

یہ حکم لڑکے کے اولیاء کو ہے۔اسی طرح لڑکی کا بھی حکم ہے۔(۱۳۴)

یتیم بچوں کے حقوق کے ادائیگی کی تعلیم:

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی مثالیں نہ صرف سیرت النبی ﷺ میں جابجا ملتی ہیں بلکہ قرآن کریم میں بھی ہدایات دی گئی ہیں۔

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا الله و بالوالدین احساناً و بذی القربیٰ والیتٰمیٰ (۱۳۵)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور حسن سلوک کرنا ماں باپ سے، قرابت داروں سے اور یتیموں سے

ویسئلونك عن الیتٰمیٰ قل اصلاح لهم خیر (۱۳۶)

ترجمہ: یہ آپ سے یتیموں کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں۔ انہیں بتلا دیجیے ان کی خیر خواہی ان کے لیے بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ اپنی پیدائش سے قبل ہی یتیم ہو گئے تھے۔اور آپ ﷺ کی والدہ بھی جلد

ہی وفات پا گئی تھیں۔(۱۳۷) اس لیے آپ ﷺ کو یتیمی کے غم کا پوری طرح احساس تھا۔قبل از اسلام عرب معاشرے میں یتیم بچوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

خالد مسعود لکھتے ہیں

عرب سوسائٹی میں یتیم بچوں سے ہر زیادتی روا رکھی جاتی تھی۔وہ بے آسرا اور بے سہارا ہوتے، طاقتور رشتہ دار ان کے حصہ کی جائداد ہڑپ کر جاتے یا حیلے بہانوں سے ہتھیا لیتے، لہذا غربت اور تنگدستی ان کا مقدر بن جاتی۔حضور ﷺ کو بچپن میں یتیمی کے باعث جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کی تفصیل سے سیرت نگار واقف نہیں ہو سکے۔تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی بڑی پر مشقت تھی۔قریش کے رواج کے مطابق حضور ﷺ کی والدہ نے کسی دایہ سے بچے کو دودھ پلوانے کے لیے جب بنی سعد کی عورتوں سے معاملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ حضور ﷺ کے ایک یتیم بچہ ہونے کے باعث دودھ پلانے پر راضی نہ ہوئیں۔(۱۳۸)

یتیم بچے اپنے والدین کی وفات کے باعث معاشرے میں کمزور مقام رکھتے ہیں۔اگر ان کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے تو اس بات کا امکان بڑھ جاتا ہے کہ وہ تمام معاشرے سے نفرت کرنے لگیں اور مناسب تربیت نہ ہونے کے باعث بے راہروی کا شکار ہو جائیں اور اپنی دنیا اور آخرت تباہ کر لیں۔ایسے کردار پورے معاشرے کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ معاشرے کے افراد یتیموں کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر توجہ دیں۔

مسلم معاشرے کو یتیم طبقے سے حسنِ سلوک کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ایک انتہائی اہم فضیلت بیان فرمائی کہ اس سے دل کی سختی دور ہوتی ہے۔دل کی نرمی مسلمان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور آخرت کی تیاری میں مدد ملتی ہے۔

عن ابی هریرة ان رجلا شکا الی النبی صلی الله علیه وسلم قسوة قلبه قال امسح راس الیتیم و اطعم المسکین(۱۳۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنی دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو (دل نرم ہو جائے گا) اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو۔

ایک جگہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

ان هذا المال خضرة حلوة و نعم صاحب المسلم هو ان اعطیٰ منه الیتیم و المساکین و ابن السبیل(۱۴۰)

ترجمہ: حلال مال و دولت مسلمان کا کتنا بہترین ساتھی ہے! بشرطیکہ اس میں سے کچھ یتیم، مسکین اور مسافر کو بھی دیا جائے۔

آپ ﷺ اپنی پاکیزہ سیرت میں وہ نقوش چھوڑے ہیں جن کی پیروی کی جائے تو پورے معاشرے میں کوئی یتیم بے آسرا نظر نہ آئے۔ آپ ﷺ نے ایک شہید کے یتیم بچے سے پیار و شفقت کا سلوک کیا اور اس کو سہارا دیا۔

عن بشیر بن عقربة جهنی رضی الله عنهما قال: لقیتُ رسول الله ﷺ یوم احدٍ فقلت: ما فعل ابی؟ قال: استشهد رحمة الله علیه فبکیتُ، فاخذنی فمسح راسی و حملنی معه وقال: ام ان اکون انا اباك و تکون عائشة امك؟ (۱۴۱)

حضرت بشیر بن عقربہ جہنیؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے غزوہ احد میں ملا۔ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا میرے باپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شہید ہو گئے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ یہ سُن کر میں رو پڑا آپ ﷺ نے مجھے لیا، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا اور فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں اور عائشہؓ تیری ماں ہو جائے؟

یتیم کی پرورش کرنے والے کو نبی کریم ﷺ نے جنت میں اپنے ساتھ ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

من احسن الی یتیمه او یتیم عنده کنتُ انا وهو فی الجنة کهاتین وقرن بین اصبعیه (۱۴۲)

ترجمہ: جس نے اپنے (گھر کے) یتیم سے یا اس یتیم سے جو اس کے پاس ہو، حسن سلوک کیا۔ وہ اور میں (اپنے دستِ مبارک کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہونگے۔

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔

أنا و کافل الیتیم فی الجنّة هکذا وقال باصبعیه السبابة و الوسطیٰ (۱۴۳)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا (اپنی دو مبارک انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) جنت میں اس طرح ہونگے۔

یتیموں کو پرورش کے لیے کسی ادارے میں رکھنا بھی اتنا برا نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ انہیں کوئی

گھرانہ اپنا لے تاکہ انہیں بے گھر ہونے یا بے آسرا ہونے کا احساس نہ ہو۔ اگر یتیم بچے اور بچیاں ایسے گھرانوں میں پرورش پائیں جو اُن کے رشتہ دار ہوں تو بہت بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے گھروں کو پسند فرمایا۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال خیر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یحسن الیہ و شر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یساءُ الیہ(۱۴۴)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا بہتر گھر مسلمانوں کے گھروں میں وہ ہے جس میں ایک یتیم پرورش پاتا ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور بدتر گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔

اگر یتیم بچوں کے والدین ان کے لیے کچھ مال یا جائداد چھوڑ جائیں تو لالچی افراد اسے ہڑپ کرنے کے درپے ہوجاتے ہیں اور اپنی کمزوری کی وجہ سے یتیم انہیں روک نہیں پاتے چنانچہ یتیموں کو اس نقصان سے بچانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے یتیم کا مال ظلماً کھانا سات کبیرہ گناہوں میں سے ایک قرار دیا(۱۴۵)

یتیم بچوں کی پرورش بڑی اہم ذمہ داری ہے لیکن یہ ذمہ داری کب تک اٹھائی جائے؟ اس کا جواب بھی ضروری ہے تاکہ یتیم معاشرے پر بوجھ نہ بن جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے امت کی اس باب میں اس طرح رہنمائی فرمائی کہ بلوغت کی حد کی نشاندہی فرما دی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسی حدیث کی بنا پر بلوغت کی عمر مقرر کی۔ عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں احد کی لڑائی کے دن نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش ہوا لیکن آپ نے مجھے منظور نہ کیا پھر مَیں خندق کے دن پیش ہوا تو آپ ﷺ نے منظور کرلیا۔ یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کی گئی تب وہ خلیفہ تھے۔ اس لیے آپ نے اسے بلوغت کی حد قرار دے دیا۔

فقال ان ھٰذا لحد بین الصغیر و الکبیر کتب الی عمّالہ ان یفرضوا لمن ابن خمس عشرۃ سنۃً ومن کان دون ذلک فاجعلوہ فی العیال(۱۴۶)

یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا یہی حد ہے نابالغ اور بالغ کی اور اپنے حکام کو لکھا کہ جو شخص پندرہ برس کا ہو اس کا حصہ لگا دیں اور جو پندرہ برس سے کم ہو اس کو بال بچوں میں شریک کریں۔

خوارج کے سردار نجدہ حروری کے دریافت کرنے پر نبی کریم ﷺ کے خاص تربیت یافتہ حضرت ابن عباسؓ نے بھی یتیمی کے خاتمے کی حد کی نشاندہی کی ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

اور تو نے لکھا ہے کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ تو میری عمر دینے والے کی قسم، کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی داڑھی نکل آتی ہے لیکن وہ اپنے لیے لوگوں سے کچھ لینے میں کمزور ہوتا ہے (یعنی وہ یتیم کے حکم میں ہے) جب وہ لوگوں سے اپنے فائدے کے لیے کچھ لینے لگے جیسا کہ لوگ کرتے ہیں تو اس کی یتیمی جاتی رہتی ہے۔(۱۴۷)

مندرجہ بالا تفصیلی بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بچوں کی معصومیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے اقدامات کیے اور ان کے ایسے اہم حقوق کی نشاندہی کی کہ ان کی شخصی نشوونما کسی بھی قسم کے حالات میں متاثر نہ ہو۔ وہ اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں، ان کی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ معاشرے میں مفید خدمات سرانجام دے سکیں۔ اور مستقبل کی تمام ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکیں۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ عمرانی نظریہ و تحقیق: عبدالحمید، لاہور، اسماعیل برادرز، ۱۹۹۴ء، ص ۲۹

۲۔ مقدمہ ابن خلدون: عبدالرحمن بن محمد بن خلدون، بیروت، لجنة البیان العربی، ۱۹۵۵ء، ۱/۳۶۰ وبعد

۳۔ آراء اهل المدینة الفاضلة : ابو نصر محمد بن الفارابی، لائیڈن، ای۔جے۔بریل، ۱۸۹۵ء ص ۵۳

۴۔ تدبر قرآن: امین احسن اصلاحی، لاہور، فاران فائونڈیشن، ۱۴۱۱ھ ۵۳۶/۹

۵۔ موطا امام مالک، کتاب الجهاد، باب ماجآء فی الغلول رقم ۱۰۷۷، ۴۶۰/۲

۶۔ الاستذکار: ابو عمر یوسف ابن عبدالبر القرطبی، بیروت، دارالکتب العلمیة، ۲۰۰۰ء ۹۵/۵

۷۔ حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیا : ابو نعیم احمد بن عبد الله الاصبهانی، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۸۵ء، ۳۸۸/۲

۸۔ الرعد ۱۱:۱۳

۹۔ لسان العرب، بذیل، ص۔ل۔ح ۱۶/۲

۱۰۔ تاج العروس بذیل، صلح ۵۴۷/۶

۱۱۔ قاموس المحیط، باب الحاء باب الصاد فصل الحاء ۸۳۹:۲

۱۲۔ الروم ۲۱:۳۰

۱۳۔ تفسیر پارہ عمّ: محمد عبدہ، مصر، الجمعیۃ الخیریۃ الاسلامیۃ ۱۳۴۱ھ، ص ۱۵۳

۱۴۔ کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: عبدالرحمٰن الجزیری، ترجمه :منظور احسن عباسی، لاهور، علماء اکیڈمی، ۵ جلدیں، ۱۹۸۸ء، ۱۵۱/۲

۱۵۔ کنز الدقائق :حافظ الدین نسفی، ترجمه: محمد حنیف گنگوهی، کراچی، دار الاشاعت، تاریخ ندارد، ص ۳۵۰

۱۶۔ التوبه ۹:۶۰

۱۷۔ البقرة ۲:۱۲

۱۸۔ مسند امام احمد بن حنبل، حققه: شعیب الارنووط، بیروت، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولى، ۱۹۹۵ء، ۶۰۵/۲۹

۱۹۔ سنن النسائی: ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی القاهرة، المطبعة السلفية، الطبعة الاولى، ۱۴۰۰ھ، باب عتق الرجل جاریته ثم یتزوجها، رقم ۳۳۴۴، ص ۵۱۷

۲۰۔ البدایة والنهایة :ابن کثیر، ابو لفداء اسماعیل، عماد الدین، بیروت، دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۸ء، ج۳ص ۱۹۵، زاد المعاد ۱۶۵

۲۱۔ تفسیر القرآن العظیم:ابن کثیر، تحقیق محمود عبدالقادر الارناؤوط، الریاض، مکتبة الرشید، الطبعة الاولى، ۲۰۰۱ء، ص ۲۶۳

۲۲۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال علی المتقی، علاء الدین، علامه، برهان فوری، حلب، مکتبة التراث الاسلامی، بدون تاریخ الطبع ج۴ ص ۴۲۰، عمر فاروق اعظم: محمد حسین هیکل، ترجمه:حبیب اشعر، لاهور، مکتبه میری لائبریری، ۱۹۸۲ء، ص ۵۹۵

۲۳۔ حیات الصحابة ۷۷۸/۱

۲۴۔ البدایة والنهایة ۶۱/۴

۲۵۔ تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۷۶

۲۶۔ الجامع الصحیح:ابو عبدالله محمد بن اسماعیل البخاری، تحقیق: محمد فواد الباقی، القاهرة، المطبعة السلفية، البطعة الاولى، ۱۴۰۰ھ، باب اذا اسلم الصبی.. کتاب الجنائز رقم ۱۳۵۶

۲۷۔ بخاری باب کیف یعرض الاسلام علی الصبی کتاب الجهاد.... رقم ۱۳۵۴ ۴۱۵/۱

۲۸۔ حیاة الصحابة :محمد یوسف الکاندهلوی، بیروت، دار ابن کثیر، ۲۰۰۰ء، ج ۱ ص ۲۷۱

۲۹۔ حیات الصحابه ج ۱ ص ۲۷۲ بحو الهیثمی ج ۹ ص ۲۸۵

۳۰۔ زاد المعاد: ابن قیم بیروت، مکتبه المنار الاسلامیه، ۱۹۹۴ء، ۳۰/۳

۳۱۔ مجمع الزوائد، رقم ۲۶۱۳، ۶/۵،
۳۲۔ بخاری باب من لم یخمس الاسلاب ومن قتل قتیلاً فلهو سلبه من غیر ان یخمس.... کتاب الجهاد والسیر رقم ۳۱۴۱، ۴۰۰/۲، سیرۃ المصطفےٰ: مولانا ادریس کاندھلوی، لاهور، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۹ء، ج ا ص ۴۵۸
۳۳۔ حیاة الصحابة: محمد یوسف الکاندهلوی، ۹۱۳/۱
۳۴۔ الطبقات الکبیر: محمد بن سعد، تحقیق الدکتور علی محمد عمیر، قاهرة، مکتبة الخانجی، ۱۳۸/۳، اوردہ ابن الاثیر فی اسد الغابة ۲۹۹/۴
۳۵۔ بخاری باب من غزا بصبی للخدمة کتاب الجهاد و السیر رقم ۲۸۹۳، ۳۲۹/۲
۳۶۔ رواہ البخاری باب دعاؤکم ایمانکم۔۔۔۔رقم ۲۰/۱۸
۳۷۔ بخاری وضؤ الصبیان۔۔ کتاب الصلوٰة رقم ۸۵۹، ای ۲۷۵/
۳۸۔ القاموس الوحید: وحید الزمان کیرانوی، لاهور، ادارہ اسلامیات، ص ۹۳۹
۳۹۔ الروم ۳۰:۳۱
۴۰۔ العنکبوت ۲۹
۴۱۔ رواہ ابو داؤد باب مقام الصبیان من الصف، کتاب الصلوة، رقم ۶۷۷ ص ۳۰۹
۴۲۔ ہمارے فرائض اور ہمارے حقوق: حافظ نذر احمد، لاہور، مسلم اکادمی، ۱۹۸۱ ص ۴۳
۴۳۔ سنن نسائی باب امامة الغلام قبل ان یحتلم کتاب الامامة رقم ۷۸۹ ص ۱۳۱
۴۴۔ سنن ابن ماجه: ابو عبد الله محمد ابن ماجه، تحقیق: ناصر الدین البانی، الریاض، مکتبة المعارف للنشر و التوزیع، الطبعة الاولی، ۱۴۱۷ ھ، باب الاثنان جماعة کتاب اقامة الصلوة و السنته فیها رقم ۹۷۳ /۱۷۷ و سنن نسائی باب موقف الامام والماموم صبی، کتاب الامامة رقم ۸۰۶ ص ۱۳۳
۴۵۔ سنن نسائی باب الجماعة اذا کانوا ثلثةً رجل وصبی و امراة، کتابرقم ۸۴۱ ص ۱۳۹
۴۶۔ سنن نسائی باب ادخال الصبیان فی المساجد کتاب المساجد رقم ۷۱۱ ص ۱۱۹
۴۷۔ سنن نسائی باب هل یجوز ان تکون سجدہ اطول۔ کتاب التطبیق رقم ۱۱۴۱ ص ۱۸۶
۴۸۔ بخاری خروج الصبیان الی المصلّی رقم ۹۷۵ ج ۳۰۸/۱
۴۹۔ رواہ بخاری باب صفوف الصبیان مع الرجال علی الجنائز کتاب الجنائز رقم ۱۳۲۱ ۴۰۶/۱، رواہ بخاری باب صلوة الصبیان مع الناس علی الجنائز کتاب الجنائز رقم ۱۳۲۴ ۴۰۷/۱
۵۰۔ البقرة ۸۳:۲
۵۱۔ موطاامام مالک باب زکوٰة اموال الیتمٰی و التجارة لهم فیها رقم ۵۸۸ ص ۱۲۴
۵۲۔ موطاامام مالک باب زکوٰة اموال الیتمٰی و التجارة لهم فیها رقم ۵۹۰ ص ۱۲۴
۵۳۔ بخاری باب صدقة الفطر علی الصغیر والکبیر.... کتاب الزکوٰة رقم ۱۵۱۲

۱/۲۶۸۴، وسنن نسائی باب فرض زکوة رمضان علی الصغیر کتاب الزکوة رقم ۲۵۰۲ ص ۳۸۹
۵۴۔ البقرة۲: ۱۸۳
۵۵۔ بخاری باب صوم رمضان.... کتاب الصوم ۴۸/۲
۵۶۔ بخاری باب صوم رمضان.... کتاب الصوم رقم ۱۹۶۰ ۴۸/۲
۵۷۔ آل عمران ۹۷:۳
۵۸۔ صحیح بخاری باب فضل الحج المبرور، کتاب الحج رقم ۱۵۲۱ ۴۷۱/۱
۵۹۔ بخاری باب حج الصبیان ۱۸۵۸ ۴۷۱/۱
۶۰۔ بخاری باب حج الصبیان کتاب المناسک رقم ۱۸۵۶ ۱۸/۲، و بخاری باب من قدم ضعفة.... کتاب المناسک رقم ۱۶۷۷ ۵۱۳/۱
۶۱۔ رواہ ابن ماجہ باب حج الصبی کتاب المناسک رقم ۲۹۱۰ ص ۴۹۳، سنن نسائی باب الحج بالصغیر کتاب مناسک الحج رقم ۲۶۴۶ ص ۴۱۳
۶۲۔ شرح ابن ماجہ: نواب وحید الزمان، لاہور، مہتاب کمپنی، ت ن ۵۷۹/۲
۶۳۔ رواہ ابن ماجہ باب الرمی عن الصبیان کتاب المناسک رقم ۳۰۳۸ ص ۵۱۴، موطا امام مالک باب تقدیم النسآء والصبیان کتاب الحج رقم ۲۰۶ ص ۸۸۳
۶۴۔ العلق ۹۶:۵۔۱
۶۵۔ الجمعة ۶۲:۲، آل عمران ۳:۱۶۴
۶۶۔ مظاہر حق شرح مشکاة المصابیح :علامہ قطب الدین، کراچی، دارالاشاعت، کتاب العلم ج ۱ ص ۲۶۲
۶۷۔ ابن ماجہ من بلغ علماً کتاب فی الایمان رقم ۲۳۰۵ ص ۵۸
۶۸۔ بخاری باب تعلیم الصبیان القران کتاب فضائل القرآن رقم ۵۰۳۵، ۳۴۸/۳
۶۹۔ ابن ماجہ من بلغ علماً کتاب فی الایمان رقم ۲۳۶ ص ۵۷
۷۰۔ رواہ بخاری باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (اللھم علمه الکتاب) کتاب العلم رقم ۷۵ ۴۴/۱
۷۱۔ رواہ بخاری باب: متی یصح سماع الصغیر. کتاب العلم رقم ۷۶، ۴۴/۱
۷۲۔ رواہ بخاری باب: متی یصح سماع الصغیر. کتاب العلم رقم ۷۷، ۴۴/۱
۷۳۔ سیرت النبی : سید سلیمان ندوی، لاہور، مکتبہ مدنیہ، ۱۴۰۸ھ، ۱۹۴/۱، انسان کامل: خالد علوی، لاہور، فیصل ناشران و تاجران کتب، ص ۵۸، اصح السیر :عبدالرؤف دانا پوری، کراچی، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۷
۷۴۔ بخاری، باب فضل النفقة علی الاھل.... کتاب النفقات رقم ۵۳۵۱، ۴۲۴/۳
۷۵۔ سنن ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس الخیر کتاب فی الایمان رقم ۲۴۱ ص ۵۹

۷۶۔ سنن ابو داؤد باب فی ثواب قراءة القرآن، کتاب الصلوة رقم ۱۴۵۳، ۱۰۰/۲

۷۷۔ جواہر الحکم: سید محمد بدر عالم، کراچی، ایچ۔ایم۔سعید کمپنی ت۔ن ص ۳۲،

۷۸۔ النحل ۱۶:۵۸

۷۹۔ رواہ مسلم فضل الاحسان الی البنات کتاب البر و الصلة ج ۶ ص ۲۴۴

۸۰۔ رواہ مسلم باب فضل الاحسان الی البنات کتاب البر و الصلة ج ۶ ص ۲۴۵

۸۱۔ رواہ ابن ماجہ باب بر الوالد و الاحسان الی البنات کتاب الاداب رقم ۳۶۶۹ ص ۶۰۹

۸۲۔ رواہ مسلم باب فضل من یموت له ولد.... کتاب البر و الصلة ج ۶ ص ۲۴۶، ورواہ ابن ماجہ باب ما جاء فی ثواب من اصیب۔ کتاب الجنائز رقم ۱۶۰۳، ص ۲۸۱

۸۳۔ رواہ ابن ماجہ باب امہات الاولاد کتاب العتق رقم ۲۵۱۵ ص ۴۲۹

۸۴۔ رواہ ابن ماجہ باب امہات الاولاد کتاب العتق رقم ۲۵۱۶ ص ۴۲۹

۸۵۔ موطا امام مالک باب عتق امہات الاولاد و جامع۔ کتاب العتاقة۔رقم ۱۴۶۲ ص ۴۲۷

۸۶۔ بخاری باب اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة کتاب العقیقة رقم ۵۳۷۲، ۴۵۰/۳

۸۷۔ رواہ مسلم باب استحباب تحنیک المولود۔ کتاب الاداب ج ۵ ص ۲۴۴

۸۸۔ رواہ مسلم باب استحباب تحنیک المولود۔ کتاب الاداب ج ۵ ص ۲۴۵ ورواہ بخاری باب تحویل الاسم الی اسم۔ کتاب الادب رقم ۶۱۹۱ ۱۲۷/۴

۸۹۔ بخاری باب احب الاسمآء الی اللہ عز و جل... کتاب الادب رقم ۶۱۸۶ ۱۲۶/۴

۹۰۔ رواہ ابن ماجہ باب السلام علی الصبیان...، کتاب الادب رقم ۳۷۰۰ ص ۶۱۱

۹۱۔ بخاری باب التسلیم علی الصبیان کتاب الاستئذان رقم ۶۲۴۷ ۱۴۰/۴

۹۲۔ رواہ ابن ماجہ باب المزاح کتاب الاداب رقم ۳۷۲۰ ص ۶۱۶

۹۳۔ رواہ ابن ماجہ باب ماجآء فی فضل النکاح کتاب النکاح رقم ۱۸۴۵ ص ۳۲۱

۹۴۔ الجامع الاحکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی: بیروت، مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۶ء ۳۱۱/۶

۹۵۔ بخاری باب ذہاب النسآء و الصبیان الی العرس کتاب النکاح رقم ۵۱۸۰، ۳۸۱/۳

۹۶۔ سنن نسائی باب اسلام احد الزوجین و تخییر۔ کتاب الطلاق رقم ۳۴۹۵ ص ۵۴۲

۹۷۔ سنن نسائی باب اسلام احد الزوجین و تخییر الولد کتاب الطلاق رقم ۳۴۹۶ ص ۵۴۲

۹۸۔ شرح و ترجمہ سنن نسائی : دوست محمد شاکر، لاهور، حامد اینڈ کمپنی، تاریخ ندارد ۴۹۸/۲

۹۹۔ رواہ بخاری باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه و هل۔ کتاب الجنائز ۴۱۵/۱

۱۰۰۔ رواہ ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلاة علی الطفل کتاب الجنائز رقم ۱۵۰۸ ص ۲۶۶

۱۰۱۔ رواہ ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلاة علی الطفل کتاب الجنائز رقم ۱۵۰۹ ص ۲۶۶

سنن نسائی باب الصلوۃ علی الصبیان کتاب الجنائز رقم ۱۹۴۷ ص ۳۱۲

۱۰۲۔ رواہ ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلاۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ.... کتاب الجنائز رقم ۱۵۱۱ ص ۲۶۷، وررواہ ابو داؤد باب فی الصلاۃ علی الطفل کتاب الجنائز رقم ۳۱۸۷/۳۴۳

۱۰۳۔ حیاۃ الصحابۃ ۴۲۹/۱

۱۰۴۔ رواہ مسلم باب النسآء الغازیات۔ کتاب الجھاد والسیر ج ۵ ص ۱۰۲، موطا امام مالک باب النھی عن قتل النسآء والولدان فی الغزو رقم ۹۷۳ ص ۲۲۷

۱۰۵۔ بخاری باب اھل الداریبیتون فیصاب.... کتاب الجھاد والسیر رقم 3012 ص ۳۶۲/۲

۱۰۶۔ بخاری باب تحریم قتل النسآء والصبیان کتاب الجھاد والسیر رقم ۳۰۱۴ ۳۶۲/۲، ابن ماجہ باب الغارۃ والبیات وقتل النساء۔ کتاب الجھاد رقم ۲۸۴۱ ص ۴۸۲

۱۰۷۔ موطا امام مالک باب النھی عن قتل النسآء والولدان فی الغزو رقم ۹۷۴ ص ۲۲۷

۱۰۸۔ موطا امام مالک باب النھی عن قتل النسآء والولدان فی الغزو، رقم ۹۷۶ ص ۲۲۷، حیاۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۲۶۸

۱۰۹۔ بخاری باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تلعب بہ۔ کتاب الادب رقم ۵۹۹۳، ۹۰/۴

۱۱۰۔ بخاری باب وضع الصبی فی الحجر کتاب الادب رقم ۶۰۰۲ ۹۲/۴

۱۱۱۔ بخاری باب وضع الصبی علی الفخذ کتاب الادب رقم ۶۰۰۳ ۹۲/۴

۱۱۲۔ وررواہ ابن ماجہ باب الامام یخفف الصلاۃ.... کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنتہ فیھا، رقم۔ ۹۹۱ ص ۱۸۰، بخاری باب مَنْ أَخَفَّ الصَّلَاةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِي کتاب الاذان، رقم ۷۰۹/۲۳۴/۱

۱۱۳۔ رواہ ابن ماجہ باب الحامل یجب علیھا القود، کتاب الدیات رقم ۲۶۹۴ ص ۴۵۸

۱۱۴۔ حواشی سنن ابن ماجہ: وحید الزمان خان لاھور، مھتاب کمپنی، تاریخ ندارد ۴۵۸/۲

۱۱۵۔ سنن نسائی باب وضع الصیام عن الحبلی والمرضع رقم ۲۳۱۵ ص ۳۶۲

۱۱۶۔ بخاری باب عیادۃ الصبیان کتاب المرضیٰ رقم ۵۶۵۵ ۲۵/۴

۱۱۷۔ بخاری باب من ذھب بالصبی المریض... کتاب المرضیٰ رقم ۵۶۷۰ ۳۰/۴

۱۱۸۔ رواہ المسلم باب بیان سن البلوغ کتاب الامارت ج ۵ ص ۱۵۰، بخاری باب بلوغ الصبیان و شھادتھم کتاب الشھادت رقم ۲۶۶۴، ۲۵۷/۱

۱۱۹۔ رواہ مسلم باب رحمتہ ﷺ الصبیان.... کتاب الفضائل ج ۶ ص ۳۳

۱۲۰۔ رواہ مسلم باب رحمتہ ﷺ الصبیان والعیال وتواضعہ۔ کتاب الفضائل ج ۶ ص ۳۴

۱۲۱۔ رواہ ابن ماجہ باب من ترک دینا او ضیاعا۔ کتاب الصدقات رقم ۲۴۱۶ ص ۴۱۲

۱۲۲۔ بخاری باب الدعآء للصبیان بالبرکۃ۔ کتاب الدعوات رقم ۶۳۵۲ ۱۶۳/۴
۱۲۳۔ ابو داؤد باب فی الحلم.... کتاب الادب رقم ۴۷۷۳ ۸۷/۵
۱۲۴۔ حیاۃ الصحابۃ ۷۲۸/۲
۱۲۵۔ رواہ ابن ماجہ باب الرجل ینحل ولدہ، کتاب الھبات رقم ۲۳۷۶ ص ۴۰۶
۱۲۶۔ رواہ ابن ماجہ باب الرجل یشک فی ولدہ رقم ۲۰۰۲ ص ۳۴۶
۱۲۷۔ ابو داؤد باب التغلیظ فی الانتفاء کتاب الطلاق رقم ۲۲۶۳ ۲/۲۸۲، سنن النسائی باب التغلیظ فی الانتفاء من الولد کتاب الطلاق رقم ۳۴۸۱ ص ۵۴۱
۱۲۸۔ رواہ ابن ماجہ باب الولد للفراش وللعاھر الحجر رقم ۲۰۰۵ ص ۳۴۷
۱۲۹۔ مظاھر حق ۵۴۹/۴
۱۳۰۔ جواھر الحکم ص ۱۰۰
۱۳۱۔ ایضاً ص ۱۰۰
۱۳۲۔ رواہ الترمذی باب ماجاء فی التسلیم رقم ۲۶۹۸
۱۳۳۔ رواہ ابو داؤد باب متی یؤمر الغلام بالصلوٰۃ کتاب الصلوۃ رقم ۴۹۴ ۲۳۷/۱
۱۳۴۔ حواشی سنن ابو داؤد: وحید الزمان ص ۲۲۷
۱۳۵۔ البقرۃ ۲:۸۳
۱۳۶۔ البقرۃ ۲:۲۲۰
۱۳۷۔ سیرۃ المصطفی، ج ۱ ص ۱۹۰
۱۳۸۔ حیات رسول أمی ﷺ: خالد مسعود، لاھور، دار التذکیر، ۲۰۰۴ء ص ۹۲
۱۳۹۔ جواھر الحکم ص ۵۶
۱۴۰۔ سنن نسائی باب الصدقۃ علی الیتیم کتاب الزکوۃ رقم ۲۵۸۱ ص ۴۰۳
۱۴۱۔ مجمع زوائد ۱۶۱/۸
۱۴۲۔ مظاھر حق شرح مشکاۃ ۵۴۷/۴
۱۴۳۔ بخاری باب فضل من یعول یتیما کتاب الادب رقم ۶۰۰۵ ۹۲/۴
۱۴۴۔ رواہ ابن ماجہ باب حق الیتیم کتاب الاداب رقم ۳۶۷۹ ص ۶۱۰
۱۴۵۔ ابو داؤد باب ماجاء متی ینقطع الیتم کتاب الوصایا رقم ۲۸۷۳ ۱۹۷/۳
۱۴۶۔ رواہ المسلم باب بیان سن البلوغ کتاب الامارت ج ۵ ص ۱۵۰، بخاری باب بلوغ الصبیان وشھادتھم کتاب الشھادت رقم ۲۶۶۴، ۲۵۷/۱
۱۴۷۔ رواہ مسلم باب النسآء الغازیات۔ کتاب الجھاد والسیر ج ۵ ص ۱۰۲